نادان دل

از قلم درخشاں ناچٔ

مکمل ناول

چڑیوں کی چہچہاہٹ سنتے اورگنگناتے ہوئے اس کی لال سرخی لگے ہوئے لب پنجرے کے قریب آگئے وہ جھک کر ان کبوتروں کو کبھی پیار کرتی تو کبھی ستونوں کے ساتھ گاتے ہوئے گھومتی رہی۔ عام سے لال سوٹ میں ملبوس وہ بہت خوش تھی۔ کبھی ہواؤں میں اپنا دوپٹہ اڑاتی تو کبھی ادھر ادھر گھومتی۔ ڈھیلی سی چوٹی لال چوڑیاں پہنے اور وہ سہیلی سے لیے ہوئے جھمکے پہنے وہ ایسے خوش تھی جیسے اس نے کوئی بہت بڑا خزانہ ڈھونڈ لیا ہو۔ اتنے میں دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ اوہ تیری سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے۔ اماں تو آگئ اب کیا کروں؟ صحن سے اندر برآمدے میں جیسے ہی آئی پیچھے سے اماں نے آتے ہی بولنا شروع کر دیا۔ ارے کم بخت روک کر گئ تھی تجھے کہ یہ جوڑا تیرے جہیز کے لیے رکھا ہے اور توں نے ابھی سے ہی پہن ڈالا۔ اور کتنی دفعہ روکا ہے کہ اتنی لال سرخی کنواریاں نہیں لگاتی پتہ نہیں کب تجھے یہ بات سمجھ آئے گی۔ جب شادی ہو جائے گی تب جو دل آئے وہ کرنا۔ جلدی سے جاکر منہ دھو تیرے ابا آگئے تو میری بھی ساتھ ہی

شامت آئی ہے۔ آئے ہائے اماں تم تو شادی شدہ ہو تم نے کبھی ہار سنوار کیا نہیں۔ ارے وہ تو مجھے پسند نہیں ہے ۔ تو اماں اس میں تمہارا قصور ہے ۔ کیا کرو ناں ابا کو بھی پیاری لگو گی۔ اس نے ہنستے ہوئے اماں کو کہا۔ توں یہاں سے جاتی ہے کہ میں تجھے بتاؤں۔ اماں تم نے کبھی تیار ہی نہیں ہونے دیا۔ ایک کام کرو یا تو میری شادی کروادو یا پھر تیار ہونے دیا کرو۔ وہ جو ستون کو پکڑے کھڑی اماں کو یہ کہ رہی تھی ۔ یہ بات سنتے ہی اماں نے جوتی اتارتے ہوئے اس کی طرف دے ماری۔ ارے کم بخت کتنی بار کہا ہے کنواری بیٹیاں اپنی شادی کی بات خود نہیں کرتی۔ تو اماں تم کرلیا کرو ناں میری شادی کی بات ۔ اس نے شرماتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ چہرے پر رکھے۔ ادھر سے دوسرا جوتا بھی اماں نے اس کی طرف پھینکا جو سیدھا اس کی کمر میں جا کر لگا۔ ائ اماں اتنے زور کا مارا بیٹی کی خوشیاں بھی برداشت نہیں ہوتی۔ ارے میں تیرے بھلے کے لیے ہی کرتی ہوں۔ بس کردے اماں جارہی ہوں یہ جوڑا رکھنے۔ تم خوش ہوجاؤ اب۔ شانو جلتی بھنتی کمرے کی طرف چلی گئی۔

جمال احمد نام ہے میرا ایسے کیسے جانے دوں گا۔ پورے فنکشن اٹینڈ کروں گا۔ آخر میرے دوست کی بہن مطلب میری بہن کی شادی ہے۔ جمال نے فون پر بات کرتے ہوئے کہا۔ بہت بہت شکریہ تیرا یار ورنہ کون اتنا خیال رکھتا ہے۔ لوگ بہت جلد بھول جاتے ہیں دیکھا نہیں کیسے لوگ بھول گئے۔ بس بس بہت فضول بول لیا تم مجھے ڈیٹ بتا دو ہر فنکشن کی میں تو ایک دن پہلے ہی آجاؤں گا۔ جی ضرور ضرور شاہ نواز نے کہا۔

دراصل شاہ نواز اور جمال کافی اچھے دوست تھے۔ شاہ نواز ایک گاؤں میں زمیندار کا بیٹا تھا دونوں نے ہاسٹل کی زندگی اکھٹے گزاری تھی۔ شاہ نواز نے بھی ہر کام میں اس کا پورا پورا ساتھ دیا تھا۔ جہاں جمال کی فیملی بہت ہی پڑھی لکھی تھی وہاں شاہ نواز اپنے خاندان کا اکلوتا پڑھا لکھا تھا۔

مہندی سے ایک دن پہلے جمال اپنی mercedes (کار) پر شام کے وقت شاہ نواز کے گھر پہنچ گیا تھا۔ دونوں کا ایک دوسرے کے گھر آنا جانا تو تھا لیکن جمال کی فیملی زیادہ شاہ نواز کی فیملی کو پسند نہیں کرتی تھی۔ سفید شلوار قمیض میں ملبوس ساتھ کالی شال کو کندھے پر لیے ہوئے جمال گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے اپنی کالی عینک کو اتارتا ہوا گاڑی سے باہر نکلا۔ سامنے استقبال کے لیے شاہ نواز پہلے سے ہی موجود تھا۔ ڈیرے میں آکر اس نے اپنی گاڑی روکی تھی۔ جہاں سب کی نظر اسی پر ہی تھی سب بڑی ہی حیرت سے اس کی شاندار گاڑی کو دیکھ رہے تھے۔

دونوں ایک دوسرے کو گلے ملے۔ بڑی خوشی ہوئی تجھے دیکھ کر آخر کافی عرصے بعد مل رہے ہیں۔ شاہ نواز یہ کہتے ہوئے اسے اندر لے گیا۔ آج تو خوب خاطر مدارت کی لیکن کل ایسا کچھ نہیں کرنا شادی والا گھر ہے سو کام ہوں گے۔ چل ٹھیک ہے جیسے توں خوش شاہ نواز نے

ہنستے ہوئے کہا۔ رات کے پہر چارپائی پر لیٹے ہوئے جمال کھلے آسمان میں سیدھے لیٹے ہوئے ستاروں کو کافی دیر سے دیکھے جا رہا تھا۔ جیسے ان کی خوبصورتی میں کھویا ہوا ہو۔ جمال جمال شاہ نواز نے دوسری مرتبہ جمال کو آواز دیتے ہوئے کہا۔ ہاں بول ۔ کہاں کھویا ہوا تھا توں؟ بس ستاروں کو دیکھ رہا تھا کتنے خوبصورت لگ رہے ہیں۔ ہاں یہ تو ہے ستارے تو اچھے لگ رہے ہیں لیکن چاند بھی کوئی کم نہیں لگ رہا۔ ہاں چاند بھی اچھا لگ رہا ہے لیکن ستارے زیادہ اچھے لگ رہے ہیں۔ مجھے تو دونوں ہی بہت خوبصورت لگ رہے ہیں۔ تجھے تو ہر چیز ہی اچھی لگنے لگ جاتی ہے۔ ہاں ٹھیک کہ رہا ہے ہر چیز ہی بہت جلد اچھی لگنے لگ جاتی ہے۔ شاہ نواز کےچہرے پر اداسی صاف نظر آرہی تھی۔ اچھا خیر چھوڑو ہمیں کیا لینا چاند اور ستاروں سے۔ یہ تو محبوب اپنی محبوبہ کے لیے توڑ کر لاتے ہیں اور ہماری تو کوئی محبوبہ ہی نہیں۔ یہ سن کر شاہ نواز بھی ہنس دیا۔ توں یہ بتا حقہ پیے گا ہمارے پنڈ میں آیا ہے اور حقہ نہ پی یہ تو بات نہیں بنتی۔ ہاں ہاں ضرور کیوں نہیں پیوں گا۔ او رفیقے جا حقہ بنا کر لے آ۔ اچھا صاحب جی میں ہونے لے آندا۔ (ابھی لے آتا ہوں)۔

صبح کی پہلی کرن نکل چکی تھی۔ سورج کی روشنی ہر طرف پھیل چکی تھی۔ جمال نے چہرے سے چادر ہٹائی۔ ادھر ادھر کے سبزے کو دیکھ کر ایک چہرے پر مسکراہٹ آگئی تھی۔ نجانے کیوں اسے یاد آیا کہ جب دوستوں نے اس سے پوچھا تھا کہ تجھے کیسی لڑکی چاہیئے اور اس نے

بڑے ہی کونفیڈینس(confidence) سے جواب دیا تھا کہ مجھے ایسی لڑکی چاہئیے ۔ جو بہت سلجھی ہوئی ہو سمجھدار ہو اور intelligent بھی ہونی چاہیے بلکل میری طرح۔ اس بات اس کے دوست ہنس دیے۔ ہاں یار یہ تو سچ ہے کہ تم بہت ہیintelligent ہو اور intelligentبھا بھی ملنی بھی چاہیے۔ اس بات پر سب ہنس دیے۔ یہ سوچتے ہوئے اس کے چہرے پر ایک بار پھر مسکراہٹ آگئی تھی۔

……

مہندی کے فنکشن کے سب انتظامات جاری تھے۔ ہر طرف سجاوٹیں ہورہی تھی۔ او توں اٹھ گیا جمال پتر۔ رفیقے جا کھانا لے کر آ صاحب جی کے لیے۔ پتر رات کو نیند ٹھیک آئی۔ شاہ نواز کے ابا جی نے جمال سے پوچھتے ہوئے کہا۔ جی جی انکل جی رات کو نیند ٹھیک آئی ہے۔ اور میں ناشتہ نہیں کروں گا جب بھوک لگے گی میں آپ کو خود بتا دوں گا۔ چل ٹھیک ہے پتر میں ذرا انتظامات دیکھ لوں۔

اماں ارے اماں کہاں رہ گئی ہو۔ ہاں بول اب کیا ہوگیا تجھے نہانے بھی بندا تجھ سے پوچھ کر جائے سر کھا جاتی ہے آوازیں دے دے کر۔ وہ اماں میرا پیلا سوٹ کہاں ہے؟ کون سا پیلا سوٹ؟ اماں وہی جو مہرو نے مجھے تحفہ دیا تھا۔ آج اس کی مہندی ہے نہ وہی پہن کر جاؤں

گی۔ کتنی مرتبہ بتایا ہے کہ مہرو بی بی بلایا کر۔ اور وہ سوٹ میں نے تیرے جہیز کے لیے رکھ دیا ہے۔ اماں اور کتنی دفعہ میں تجھے بتاؤں کہ مہرو بالکل میری سہیلیوں کی طرح ہے اس نے مجھے بی بی بلانے سے منع کیا ہوا ہے۔ اور اماں ہم دونوں اکٹھے بڑے ہوئے ہیں۔ کبھی بھی بی بی جی نے اور ملک صاحب نے مجھ میں اور مہرو میں فرق نہیں کیں۔ ہاں یہ تو ان کا بڑا پن ہے ورنہ کون اتنا سب کچھ کرتا ہے۔ اچھا خیر اب توں تیار ہوجا جلدی سے وہاں کام میں میرا ہاتھ بھی بٹا دینا۔

شانو کی اماں ملک رب نواز کے گھر ملازموں پر نظر رکھنے والی تھی۔ اس نے مہرو کو بھی بالکل اپنی بیٹی جیسا پیار دیا تھا۔ اس کا سارا دھیان شانو کی اماں نے ہی رکھا تھا۔ اور ملک رب نواز اور ان کے گھر والوں نے بھی شانو اور اس کی اماں کے ساتھ کبھی ملازموں والا فرق نہیں کیا تھا۔

کلائیوں میں چوڑیاں پہنے کانوں میں بڑے سے جھمکے پہنے شانو تیار ہوئی ملک نواز کے گھر داخل ہوئی۔ جیسے ہی اس نے اپنا شیشوں اور رنگ برنگے دھاگوں والا پراندہ گھمایا وہ سیدھا ہی جا کر جمال کی آنکھ میں لگا۔ سسسس۔ شاہ نواز جو ساتھ ہی کھڑا تھا جمال توں ٹھیک تو ہے زیادہ زور کا تو نہیں لگا۔ او شانو توں ہر وقت نقصان ہی کرتی ہے۔ کبھی کسی کو خوش نہ کرنا۔ نواز بھائی مجھے کیا پتہ تھا کہ میرے پیچھے کوئی ہے۔ تو اسی لیے تو کہتے ہیں زرا ادھر ادھر دیکھ لیا کر۔ تاکہ غلطی نہ ہو۔ اچھا مجھے معاف کر دیں۔ آئندہ نہی ایسا ہوگا۔ مجھ سے کیوں مانگ رہی ہے ان سے مانگ مہمان آئے ہیں ہمارے گھر یہ۔ no no it's ok کوئی مسئلہ نہیں i m fine.

جمال نے آنکھ پر ہاتھ رکھے ہوئے کہا. جی جیi m also fine شانو نے زرا شرماتے ہوئے کہا۔او توں جا شانو ہمارا دماغ خراب نہ کر۔نواز بھائی آپ تو خوامخواہ غصہ کر رہے ہیں آپ کے مہمان نے تو مجھ سے خود حال پوچھا اب بندا جواب بھی نہ دے یہ تو پھر غلط بات ہو ئ نہ۔ہے ناں جی ۔شانو نے شرماتے ہوئے جمال کو کہا۔ اس سے پہلے کہ جمال کچھ کہتا نواز نے کہاماسی جی زرا شانو کو آکر دیکھیں یہ سنتے ہی ہائے ہائے جا رہی ہوں اماں کو کچھ مت بتائیے گا ورنہ میرا جینا حرام کر دیں گی۔ یہ کہتے ہی شانو وہاں سے جلدی سے چلی گئ۔

ارے واہ میری مہرو کو تو بڑا روپ آیا ہے۔ماشا اللہ میں صدقے جاؤں بہت پیاری لگ رہی ہے ۔اور مہندی کا رنگ بھی بہت تیز آیا ہے کہتے ہیں اگر مہندی کا رنگ تیز ہوتو ساس بہت اچھی ملتی ہے لگتا ہے تیری ساس بہت اچھی ہوگی۔ یہ سن کر مہرو مسکرا دی۔

آنکھوں میں چھینٹے مارتے ہوئے جمال نے پوچھا یہ لڑکی کون تھی؟یہ ہمارے گھر میں ماسی جی آتی ہیں ان کی بیٹی ہے۔ میری بہن مہرو کی سہیلی بھی ہے بالکل مہرو کی طرح بے۔تھوڑی بے وقوف ہے ۔ .she is so crazyشروع سے ہی ایسی ہے شاہ نواز نے ہنستے ہوئے کہا۔ویسے پہلے تو اسے کبھی نہیں دیکھا تھا تمہارے گھر ؟ شادی والا گھر ہے اسی لیے نظر آگئ ورنہ مہرو کے ساتھ ہی کمرے میں رہتی ہے سارا دن ۔یا اپنی سہیلیوں کے ساتھ گھومنے پھرنے میں

مصروف ہوتی ہے۔ شاہ نواز نے ہنستے ہوئے کہا۔ مجھے ایسی لڑکیاں بالکل بھی پسند نہیں ہیں۔ خیر چھوڑو جمال نے کہا۔

مہرو تجھے پتا ہے نیچے بہت ہی خوبصورت لڑکا آیا ہوا ہے شہر کا لگتا ہے ۔ ہاں ہاں شہر کا ہی ہے وہ بھائی نواز کا دوست ہے خاص شادی اٹینڈ کرنے آیا ہے میری۔ کل شام کو آیا تھا۔ ویسے توں کیوں پوچھ رہی ہے۔ ویسے ہی پوچھ رہی ہوں۔ کل بچوں سے بھی سنا کے بڑی سوہنی کار ہے اس کی۔ ہاں بھائی بتا رہا تھا۔ خیر چھوڑ سانوں کی۔

مہندی کا فنکشن شروع ہوگیا تھا۔ وہاں کی عورتوں نے مل کر اپنے رواج کے مطابق گانے گائے تھے۔ شانو کی نظر وقفے وقفے بعد جمال پر جاتی ۔ مگر اس کے ادھر دیکھنے پر وہ نظریں چرا لیتی۔ سب کچھ اچھے سے گزر گیا تھا۔ کل بارات تھی۔ اور جمال نے بھی کل ہی واپس اپنے گھر جانا تھا۔

رات کا پہر تھا جب جمال نے شاہ نواز سے پوچھا۔ تجھے وہ لڑکی یاد ہے جس کی وجہ سے زبیر نے ہمیں چھوڑا تھا۔ بھلا وہ میں کیسے بھول سکتا ہوں اور اس کی وجہ سے ہماری تینوں کی دوستی خراب ہوئی تھی۔

یونیورسٹی کی سیڑھیوں پر جمال شاہ نواز اور زبیر اسائنمنٹس بنانے میں مصروف تھے Ouch . میرا پاؤں الینہ زور سے ڈیپارٹمنٹ کی سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے گری۔ تم لوگ جاہل ہو راستے میں بیٹھ جاتے ہو گزرنے کا راستہ ہے خیال نہیں ہے کوئی گر بھی سکتا ہے۔ omg میرا پاؤں۔ جب غصہ مزید نہ نکال سکی تو رونے لگ گئ۔پلیز آپ چپ کر جائیں۔ i m really sorry. ہمیں جلدی تھی اسی لیے ہم یہانبیٹھ گئے۔ اب میں چلوں گی کیسے ؟ یہ بولتے ہی الینہ اور زور سے رونے لگ گئ۔ چپ ہوجاؤ۔الیینہ جمال کی زور سے آواز سن کر سہم گئ اور خاموش ہوگئ۔ sorry لیکن آپ پاگلوں کی طرح رو رہی تھیں تو سب دیکھ رہے تھے اسی لیے آپ کو چپ کروانے کے لیے اونچی آواز میں بولا۔لائیں اپنا ہاتھ دیں الینہ خاموشی سے کھڑی ہوگئی۔ میں خود چلی جاؤں گی آگے الینہ خاموشی سے وہاں سے چلی گئ۔

کتنی معصوم ہے ناں زبیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔توبہ ساری اسائنمنٹ کا بیڑا غرق کر دیا شاہ نواز نے اوپر سے جواب دیا۔خیر چھوڑو اسائنمنٹ کرتے ہیں۔ جمال نے آگے سے کہا۔ ویسے جمال تمہیں اتنی زور سے نہیں ڈانٹنا چاہیے تھا تو اور میں کیا کرتا اگر ایسا نہ کرتا تو ہماری آج کی اسائنمنٹ چلی جانی تھی۔ زبیر خاموش ہوگیا۔جیسے ہی تینوں کی کلاس کا ٹائم ہوا کلاس میں جانے لگے جمال کی نظر بینچ پر بیٹھی الینہ پر پڑی جس کی آنکھیں لال ہوگئ تھیں رو کر مگر ابھی بھی روئے جارہی تھی۔ تم لوگ چلو میں آتا ہوں یہ کہ کر جمال اپنی اسائنمنٹ دونوں کو دیتے ہوئے الینہ کے پاس چلا گیا۔

الینہ ایک بہت باتونی سی لڑکی تھی۔ البتہ intelligent تو بالکل نہ تھی۔ الینہ ابھی تک رو رہی ہو؟ نہیں ہنس رہی رہی ہوں الینہ نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔ نظر نہیں آرہا۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ دیکھو جمال اب اگر ڈانٹا تو میں چپ نہیں رہوں گی میرے منہ میں بھی زبان ہے۔ میں ڈانٹنے نہیں آیا میں بس سوری کرنے آیا ہوں۔ بڑی مہربانی آپ کی سوری ہوگئی ہو تو جائیں میری کلاس تو مس کردی ہے اب اپ ہی جا کر اٹینڈ کرلی۔ ایک تو پتہ نہیں زارا کہاں رہ گئی الینہ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ آپ کو اگر کوئی پروبلم ہے تو بتائیں میں آپ کی مدد کرسکتا ہوں۔ آپ ہی سب سے بڑی پروبلم ہیں۔ دیکھیں اب آپ ٹھیک نہی کر رہی ہیں۔ ہاں بھئی پہلے بھی میں غلط تھی اب بھی میں ہی ہوں۔ یہ کہتے ہی الینہ نے اپنے پاؤں کو پکڑا جس میں موچ آئی ہوئی تھی۔ میں آپ کو ڈاکٹر کے پاس لے جاتا ہوں۔ نہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں ٹھیک ہوں۔ آپ ٹھیک نہیں ہیں نہ۔ کہا ناں ٹھیک ہوں۔ یہ کہ کر الینہ اٹھی ہی تھی کہ دوبارہ سے نیچے گر گئی۔ ہائے اللہ مجھے کس چیز کی سزا دے دی الینہ نے روتے ہوئے کہا۔ جمال جو بیٹھا ہی تھا اچانک الینہ کو ایسے دیکھ کر گھبرا گیا۔ oh my god. پتہ نہیں کس مصیبت کو گلے ڈال لیا۔ اتنے میں زارا بھی آگئی۔ جمال اور زارا نے سہارا دیتے ہوئے اسے اوپر اٹھایا۔ اب پلیز ہوسپٹل چلیں اس سے پہلے تیسری بار نہ گر جائیں۔ زارا نے بھی جمال کی ہاں میں ہاں ملائی۔ اب زد نہ کرنا چپ کر کے چلو۔ زارا نے الینہ کو کہا جس نے کوئی جواب نہ دیا۔

ڈاکٹر نے جیسے ہی الینہ کے پاؤں کو ہاتھ لگایا پورے ہوسپٹل میں الینہ کی چیخیں تھیں۔ پلیز الینہ چپ کر جاؤ یہ آپ کا گھر نہیں ہے جمال نے سمجھاتے ہوئے کہا۔ مگر الینہ اپنے ہی رونے میں مگن تھی۔ بڑی مشکلوں سے الینہ نے اپنا چیک اپ کروایا اور ڈاکٹر نے اسے ایک ویک کے لیے بیڈریسٹ کا کہ دیا۔ جمال نے دونوں کو ان کے ہاسٹل ڈراپ کر دیا۔

اف آج تو میرے سر میں درد کر دیا اس لڑکی نے۔ جیسے ہی جمال نے موبائل اٹھایا 10 مس کالز زبیر اور شاہ نواز کی آئ ہوئی تھیں۔ اتنی دیر میں دوبارہ اس کا فون بجنے لگا۔ اس نے فوراً ہی کال اٹھائ۔ ہاں یار کہاں رہ گیا توں کلاس میں بھی نہیں آیا ہم تیرا ہی انتظار کر رہے ہیں۔ او بس یار کل بتاؤں گا ابھی میں بہت تھکا ہوا ہوں گھر جارہاں ہوں۔ لمبی بات ہے۔ چل ٹھیک ہے یہ کہتے ہی اس نے فون رکھ دیا۔ کیا ہوا کہاں ہے وہ؟ گھر جارہا ہے راستے میں تھا کہتا ہے کل بتاؤں گا۔ کم سے کم بتا تو دیتا زبیر نے شاہ نواز کو جواب دیا۔ تھکا ہوا تھا ہوسکتا ہے کوئی ضروری کام گیا ہو۔

زبیر خاموش ہوگیا۔

نوری نوری جی صاحب جی۔ جلدی سے میرے لیے ایک کپ چائے کا میرے کمرے میں بنا کر لاؤ۔ جی صاحب ابھی بنا کر لاتی ہوں۔ اور موم کو بتا دو میں آگیا ہوں۔ جمال کا سر درد سے

پھٹے جا رہا تھا۔ کرسی پر وہ دونوں ہاتھوں سے سر کو پکڑ کر بیٹھا تھا۔ جب دروازے پر دستک ہوئی۔ یس۔ بیٹا آج تھوڑا جلدی آگئے خیریت تو تھی۔ جی موم بس زرا طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ اسی لیے جلدی آگیا۔ کیوں کیا ہوا طبیعت کو۔ بس آپ فکر نہ کریں بس زرا سر میں درد ہے۔ نوری کو چائے بنانے کا کہا وہ ابھی بنا کر لاتی ہوگی۔ اچھا چلو تم ریسٹ کرو اور یاد سے میڈیسن بھی لے لینا۔ یہ کہتے ہی وہ وہاں سے چلی گئیں۔

جمال سوچوں میں مصروف تھا جب نوری کے ہاتھ سے چائے کا کپ ٹوٹ گیا۔ یہ کیا کیا۔ وہ صاحب جی میں ابھی صاف کرتی ہوں اور آپ کے لیے دوبارہ چائے بنا لاتی ہوں۔ نہیں اس کی ضرورت نہیں۔ یہ صاف کر کے جاؤ۔ اور مجھے کوئی ڈسٹرب نہ کرے میں سونے لگا ہوں۔ نوری وہاں سے چپ چاپ ڈرتے ہوئے چلی گئی۔ آج کا دن ہی خراب ہے یہ کہتے ہی وہ اپنے بیڈ پر لیٹ گیا۔ اور بہت ہی جلد نیند کی آغوش میں چلا گیا۔

ہیلو کیسی ہیں آپ؟

کون؟ میں نے پہچانا نہیں۔

میں زبیر بات کر رہا ہوں آپ کا کلاس فیلو۔

جی زبیر کوئی کام۔

نہیں نہیں آپ کی طبیعت پوچھنے کے لیے فون کیا تھا اور جمال کی طرف سے معزرت کرنے کے لیے۔

اوہ آپ کو ضرورت نہیں ہے اس کی وہ مجھے ہوسپٹل لے گئے ہیں اور معافی بھی مانگ چکے ہیں۔ ٹھیک ہے اللہ حافظ۔ یہ کہتے ہی الینہ نے فون بند کردیا۔

زبیر نے غصے سے فون بیڈ پر پھینک دیا۔ یہ کچھ زیادہ ہی سمارٹ بننے کی کوشش کر رہا ہے۔

شام کے 6 بج چکے تھے جب جمال کی آنکھ کھلی وہ اپنے آپ کو اب فریش محسوس کر رہا تھا۔ مجھے شاید الینہ سے اس کی طبیعت پوچھنی چاہیئے ۔ نہیں میں کیوں پوچھوں بلکہ اسے چاہیئے کہ میرا شکریہ ادا کرے۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اتنے میں نوری نے آکر بتایا کہ آپ کا دوست ملنے آیا ہے۔ ٹھیک ہے تم اسے بٹھاؤ میں آتا ہوں۔

جمال نیچے آیا تو شاہ نواز بیٹھا تھا۔ تم؟

ہاں کیوں نہیں آسکتا ۔ نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ نوری کھانے کا انتظام کرو ۔ رات کا کھانا کھا کر جانا۔ ہاں ہاں کیوں نہیں۔

……………------------------

زبیر اور شاہ نواز تو ہاسٹل میں رہتے تھے مگر جمال کا گھر اسی ہی شہر میں تھا لیکن وہ زیادہ تر وقت زبیر اور شاہ نواز کے ساتھ ہاسٹل میں رہتا۔ اسی لیے اس نے اپنے دوستوں کے ساتھ ہاسٹل لائف بہت ہی انجوائے کی۔ اور جب چھٹیاں ہوتی تو شاہ نواز کے ساتھ اسکے گاؤں جاکر

بہت ہی مزے کرتے۔ اسی وجہ سے جمال کے گھر والوں کو اس کے دوست زیادہ پسند نہیں تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ اس کی دوستی ہمارےstandard کے لوگوں کے ساتھ ہو۔

ویسے توں اکیلا آیا زبیر نہیں آیا تمہارے ساتھ ۔ نہیں میں نے اسے کہا تو اس نے جواب دیا میں تھکا ہوا ہوں ۔ مجھے تیری فکر ہورہی تھی اسی لیے اچانک تجھے ملنے آگیا۔ کوئی بات نہیں اور میں بلکل ٹھیک ہوں۔ دراصل ہوا یہ تھا کہ اس نے ساری بات شاہ نواز کو بتائ۔ اوہو بیچاری کا زیادہ مسئلہ بن گیا پاؤں کا۔

اپنی ہی وجہ سے بنا ہے مسئلہ ۔ ہم نے تھوڑی ناں کچھ کیا۔

چل کوئی نی ایسے ہی ہونا تھا۔

تم اس سب معاملوں سے دور رہا کرو۔ ہر کسی کی مدد کرنے چل پڑتے ہو۔ مسز حمدانی جنہوں نے ابھی اندر آتے ہی ساری باتیں سن لی تھیں۔ اوہ گاڈ موم میں کوئی چھوٹا سا دودھ پیتا بچہ نہیں ہوں جسے اپنے اچھے برے کا پتہ نہ ہو۔ لیکن بیٹا۔ السلام علیکم آنٹی وعلیکم السلام مسز حمدانی نے ایک سرسری نظر شاہ نواز پر ڈالتے ہوئے کہا۔ اور وہاں سے چلی گئیں۔۔۔ لگتا ہے آنٹی بہت غصے میں ہیں۔ تم چھوڑوایسے ہی عادت ہے۔ کوئ اور بات کرتے ہیں۔

……

صحن میں لیٹے ہوئے چارپائی پر کبھی ایک طرف کروٹیں بدلتی تو کبھی دوسری طرف سوچوں میں ڈوبے ہوئے وہ کسی خیالوں میں گم تھی۔

شانو اے شانوں۔

ہاں اماں بول۔

کل سویرے ہی چلنا ہے ملک نواز کے گھر شادی والا کام ہے بہت کام ہوگا۔ توں جلدی اٹھ جائیں دیر نہ کریں۔

یہ سنتے ہی شانو کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔ اماں تو فکر ہی نہ کر میں تجھ سے بھی پہلے اٹھ جاؤں گی۔

چل ٹھیک ہے۔ اٹھ جائیں یاد سے جلدی۔

پورے ہفتے بعد جیسے ہی الینہ کو زبیر نے دیکھا اس کے پاس پہنچ گیا۔ ہیلو کیسی ہیں؟ آپ کا پاؤں کیسا ہے؟ جی میں ٹھیک ہوں جواب دیتے ہی الینہ وہاں سے چلی گئی۔ یہ زبیر تمہیں کیا کہہ رہا تھا۔ زیادہ فری ہونے کی کوشش کررہا ہے میں نے زیادہ منہ نہیں لگایا۔ ناں بالکل ٹھیک کیا زارا نے الینہ کی بات میں ہاں ملائی۔

الینہ زارا کی بہت ہی اچھی دوست تھی۔ دونوں کی جب سے یونیورسٹی شروع ہوئی تھی پہلے ہی دن سے انکی دوستی ہوگئی تھی۔

زبیر کو الینہ کی حرکت ناگوار گزری۔

کہاں تھا توں؟ جمال نے زبیر سے پوچھا؟ میں کہیں نہیں بس ہاسٹل سے آرہاہوں۔ اچھا؟ ہاسٹلسے آرہا ہے؟ پورے ہاسٹل میں تجھے ڈھونڈ ڈھونڈ کر آیا ہوں شاہ نواز نے جواب دیا۔ تو نہ

ڈھونڈتا مجھے۔ آجکل میں دیکھ رہا ہوں تیرے مزاج صحیح نہیں ہیں۔ شاہ نواز نے زبیر کو کہا۔ کیوں میں نے ایسا کیا کردیا جس سے میرے مزاج صحیح نہیں لگے۔

تیرے مزاج کچھ اکھڑے اکھڑے ہوئے ہیں۔ تم لوگوں کو ایسا لگ رہا ہے۔ نہیں شاہ نواز بالکل ٹھیک کہ رہا ہے۔ جمال نے شاہ نواز کا ساتھ دیتے ہوئے کہا۔ بس میں کچھ دنوں سے تھوڑا پریشان تھا۔ اسی لیے۔ کیوں کیا ہوا توں ہمیں بتا ہم تیرے دوست ہیں۔ دراصل ایسی کوئی بات نہیں خاص۔ تم لوگ پریشان نہ ہو۔ شاہ نواز اور جمال ایک دوسرے کو دیکھ کر خاموش ہو گئے۔

افففف کیا ہوا زارا اور الینہ شاپنگ پر گئے ہوئے تھے جب الینہ نے اپنے نمبر پر ایک اجنبی نمبر سے فون آتے ہوئے دیکھ کر ناگواری ظاہر کی۔ یار یہ زبیر کا نمبر ہے۔ میں اس سے تنگ آگئ ہوں بے تکی باتیں کرنے کے لیے فون کرتا ہے۔ تم اٹھاؤ تو سہی ہوسکتا ہے کوئی ضروری بات کرنی ہو۔ میں نہیں اٹھا رہی کیسی ہیں پاؤں کیسا ہے یہ سوال سو بار کر چکا ہے۔ ہوسکتا ہے اس دفعہ کچھ اور کہنا ہو زارا نے ہنسی دباتے ہوئے کہا۔ خیر تم اٹھالو۔

جی۔ الینہ نے فون اٹھاتے ہی کہا۔ وہ میں نے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔ جی بولیں جلدی سے مجھے اور بھی کام ہیں۔ میں وہ آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ ہیں کیوں بھئ۔ میں نہیں ملنا چاہتی۔ میرے پاس اور بھی بہت سے کام ہیں۔ میں نے بھلا کون سا ادھار لیا ہے آپ سے جو آپ کو مل کر اس کی بات کرنی ہے۔ لیکن میری بات تو پوری سنیں۔ اوہ بھائی سن تو لی ہے

اور کیا سننا باقی ہے۔ اوکے خدا حافظ۔ یہ کہتے ہی الینہ نے فون بند کردیا۔ کیا کہتا تھا؟ زارا نے پوچھا ملنا چاہتا ہے۔ میں نے بھی صاف صاف سنا دی۔

میں نے تم دونوں سے ایک بات کرنی ہے۔ زبیر نے کمرے میں آتے ہی جمال اور شاہ نوازکو کہا۔ جو دونوں ہی اپنے اپنے موبائل میں مصروف تھے۔

ہاں بول جمال نے کہا۔ وہ میں الینہ کو پسند کرتا ہوں۔ کیا؟؟؟ جمال نے کہا۔ ہیں یہ کب ہوا ؟ شاہ نواز نے اوپر سے کہا۔ اس میں میں اتنا حیران ہونے کی کیا بات ہے؟ بات تو ہے حیرت والی یوں اچانک تجھے کیسے پسند آگئی۔ جمال نے کہا۔ مجھے اچھی تو شروع سے لگتی تھی مگر پسند اس دن آئی تھی جس دن گھری تھی۔ بس میں اسے اپنا بنانا چاہتا ہوں۔ زبیر نے نیچے مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ لیکن یہ بات کیا اسے پتا ہے؟ شاہ نواز نے سوال کیا؟ نہیں لیکن میں نے فون کیا تھا بتانے کے لیے اس نے میری بات سنی ہی نہیں پوری۔ شاہ نواز اور جمال نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ دیکھو زبیر مجھے نہیں لگتا کہ یہ صحیح وقت ہے اسے بتانے کا ابھی تم اسے جانو اور جیسے ہی یہ پڑھائی ختم ہو تم اس کو بتا دو۔ لیکن۔

ہاں جمال بالکل ٹھیک کہ رہا ہے شاہ نواز نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔ زبیر خاموش ہو گیا۔

……

اماں اور کتنی دیر ہے دیکھ کتنی سویر ہوگئ ہے اور توں ابھی تک ناشتہ بنانے میں مصروف ہے ملک کے گھر نہیں جانا بڑا کام ہوگا توں نے خود ہی کہا تھا۔ ارے گھر بھی تو سمیٹ لوں پھر چلتے ہیں۔ توں سمیٹتی رہ میں جا رہی ہوں۔ ارے تھوڑی دیر انتظار کر لے ماں کا یا ہاتھ ہی بٹوا دے میرا ۔ اماں مجھے نہیں پتا میں جا رہی ہوں۔ یہ کہتے ہی وہ چل پڑی۔

دیوار سے چھپ چھپ کر وہ کسی کو ڈھونڈنے کی کوشش کررہی تھی۔ جیسے ہی پیچھے سے کھانسی کی آواز سنی تو چونک کر پیچھے دیکھا اور زور کی چیخ ماری۔ جمال گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگ گیا۔ کیا ہوا آپ ٹھیک تو ہیں؟؟ ججی میں؟ جی جی آپ ؟ خیریت آپ میرے کمرے کے باہر آئیں؟ وہ جی پوچھنے آئ تھی کسی چیز کی ضرورت تونہیں۔ لیکن وہ تو ابھی شاہ نواز پوچھ کر گیا ہے۔ وہ جی ہمارا فرض بنتا ہے آپ کی خدمت کرنے کا۔ آخر آپ ہمارے مہمان ہوئے۔ آپ کا مہمان نہیں ہوں اسی لیے جائیں یہاں سے۔ ویسے بھی آپ کو یہاں کسی نے دیکھ لیا اچھا نہیں لگے گا۔ جی میں چلتی ہوں۔ شانو وہاں سے جھجکتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔ یہ تو کوئی بہت ہی کھڑوس انسان ہے سیدھے منہ بات ہی نہیں کرتا ۔ ہاں آخر کو وڈے لوگ جو ہیں۔ میں ایک دیہاتی سی کیسے پسند آسکتی ہوں۔ چل خیر شانو دل چھوٹا نہ کر۔ کوئ نہی اللہ چنگی کرے گا میرے ساتھ بھی اللہ کرے اس کے دل میں میرے لیے کوئی بات آجائے۔ آخر کو میں بھی پیاری ہوں۔

کن سوچوں میں گم ہو؟ وہ ملکانی صاحبہ بس ایسے ہی شانو نے مسکراتے ہوئے ملکانی صاحبہ کو جواب دیا جنہوں نے شانو کو گھر کے اندر آتے ہی سوچوں میں گم پایا تھا۔

اچھا ایسا کرو مہرو کے کمرے میں یہ تھال بھی لیتی جاؤ وہ تمہارا ہی انتظار کر رہی ہے ویسے بھی اوپر تو جا ہی رہی ہو۔جی ملکانی صاحبہ۔
آگئی شانو توں مہرو نے شانو کو اندر کمرے میں داخل ہوتے ہی کہا۔

……………………………………………

دعائے نور

اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُوراً، وَفِي لِسَانِي نُوراً، وَفِي سَمْعِي نُوراً، وَفِي بَصَرِي نُوراً، وَمِنْ فَوْقِي نُوراً، وَمِنْ تَحْتِي نُوراً، وَعَنْ يَمِيْنِي نُوراً، وَعَنْ شِمَالِي نُوراً، وَمِنْ أَمَامِي نُوراً، وَمِنْ خَلْفِي نُوراً، وَاجْعَلْ فِي نَفْسِي نُوراً، وَأَعْظِمْ لِي نُوراً، وَعَظِّمْ لِي نوراً، وَاجْعَلْ لِي نُوراً، وَاجْعَلْنِي نُوراً، اللَّهُمَّ أَعْطِنِي نُوراً، وَاجْعَلْ فِي عَصَبِي نُوراً، وَفِي لَحْمِي نُوراُ، وَفِي دَمِي نُوراً، وَفِي شَعْرِي نُوراً، وَفِي بَشَرِي نُوراً، اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي نُوراً فِي قَبْرِي.. ونوراً فِي عِظَامِي ، وزِدْنِي نُوراً، وزِدْنِي نُوراً، وزِدْنِي نوراً ، وَهَبْ لِي نُوراً عَلَى نُورٍ۔

ترجمہ:

اے اللہ میرے دل میں نور کردے اور میری زبان میں نور کردے اور میرے کانوں میں نور کردے اور میری آنکھوں میں نور کردے اور میرے اوپر نور کردے اور میرے نیچے نور کردے اور میرے اندر نور کردے اور میرے نور کو عظیم کردے اور میرے لیے نور بنا اور مجھے نور بنا اے اللہ مجھے اپنا نور عنایت فرما اور میرے رگوں میں نور کردے اور میرے اعضاء میں نور کردے اور میرے خون میں نور کردے اور میرے بالوں میں نور کردے اور میرے جسم میں نور کردے اے اللہ میری قبر نورانی کرنا اور میری ہڈیوں میں نور کردے اور میرے نور میں اضافہ فرما اور کردے میرے لیے نور ہی نور۔

دعا نور پڑھتے ہوئے اس کے آنکھوں سے ایک آنسو کا قطرہ گرا تھا جو کہ ہر نماز کے بعد دعا کے وقت گرتا تھا۔ اس کے بعد وہ سجدے میں چلی گئی تھی۔ سجدے میں گئے ہوئے کافی وقت ہوگیا تھا پتا ہی نہیں چلا تھا کب اس کی آنکھ وہی لگ گئی تھی۔ اور اکثر ایسا ہی ہوتا تھا۔ شیزا شیزا اٹھو آج پھر تم نماز پڑھتے پڑھتے جائے نماز پر ہی سو گئی الینہ نے اندر کمرے میں آتے ہی کہا۔ کتنی بار بتایا ہے ایسے جائے نماز پر نہیں سوتے۔ اب اٹھ جاؤ یہاں سے۔ یہاں سکون ہی اتنا ملتا ہے۔ اچھا چلو اب اٹھ گئ ہو تو اوپر بیڈ پر آکر سو جاؤ۔ اور باہر کھانا آکر کھا لو۔ میری بھوک نہیں ہے۔ شیزا یار کتنی بار بتایا ہے بعد میں یہاں کھانا نہیں ملتا۔ اب آجاؤ ناں۔ پلیز مجھے بھوک لگی ہے تمہی بلاتے بلاتے پہلے بھی ٹائم کم رہ گیا ہے۔ 3 بجے کے بعد کھانا نہیں ملتا۔ اچھا آتی

ہوں ہلکی سی مسکراہٹ دیتے ہوئے دونوں وہاں سے باہر چل دیں۔ ویسے ایک بات تو بتاؤ تم اتنی خاموش کیوں رہتی ہو کچھ بولتی کیوں نہیں؟؟ بس ویسے ہی۔ اچھا۔ شیزا کو اس ہاسٹل آئے ہوئے ایک ہفتہ ابھی ہوا تھا۔ رات کے پہر سسکیوں کی آواز سنتے ہی وہ ڈر گئ تھی ۔ اللہ خیر کرے وہ ٹیرس سے چلتے ہوئے فوراً اندر آئی۔ اسے شیزا کو اس طرح دعا میں روتے ہوئے ترس سا آیا تھا ۔ اس کی آواز بہت خوبصورت تھی۔ روتے ہوئے دُعائے نور پڑھتے ہوئے اسے کوئی رات گزر گئی ناجانے وہ کب سے یہ دعا پڑھ رہی تھی بار بار۔ الینہ کو اس کی یہ دعا سننے کی عادت ہوگئی تھی۔ عشاء کی نماز کے بعد وہ دیر تک اس دعا کی تلاوت کرتی رہتی اور الینہ اسے چھپ کر سنتی رہتی تھی۔ پتہ نہیں یہ اتنی اداس کیوں رہتی ہے۔ اللہ اس کے لیے آسانیاں پیدا کرے۔ یہاں شہر ہوسٹل میں اسنے ایک علیحدہ کمرہ لیا ہوا تھا۔

سوچا ہی نہی تھا ہم نے کبھی

ایسے بھی دن دیکھنے پڑجائیں گے

اماں تم بڑی یاد آتی ہو کاش تم بھی میرے ساتھ آجاتی اس دن۔ بڑے لوگ بڑے ہی ہوتے ہیں ہم چھوٹوں کو کوئی نہیں پوچھتا۔ کتنا مان تھا ناں سب پر مجھے بھی اور تجھے بھی کیسے وہ مان توڑ ڈالا ان لوگوں نے۔ آنکھ سے آنسو بہہ رہے تھے۔

ارے واہ مہرو تیرا آج کا جوڑا تو بہت پیارا ہے ۔ کتنا سوہنا لگ رہا ہے ناں۔ شانو نے شیشے کے آگے کھڑے ہوتے ہوئے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا. ارے ارے ادھر دے میں پارلر لے

کر جارہی ہوں ۔دے میں سامان سمیٹوں جو ساتھ لے کر جانا ہے پارلر۔ ہاں ہاں یہ لے شانو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مہرو تجھے ایک بات بتاؤں۔ ہاں بول شانو۔ وہ جو شہر سے آیا ہے جمال مہرو میرا ناں اس پے دل آگیا ہے۔

ہاہاہاہا کمرے میں گونج دار ہنسی کی آواز چھوٹی ۔کیا ہوا تم ایسے کیوں ہنس رہی ہو۔ شانو واقعی ہی تیری اماں ٹھیک کہتی ہیں توں بہت بے وقوف ہے۔ کتنی بھولی ہے بھلا کوئی اتنا پڑھا لکھا ان پڑھ کو بھی پسند کرے گا۔ ایک بار پھر زور دار قہقہہ نکلا۔ میری تو ہنسی ہی نہیں رک رہی۔ شانو بھائی نے بتایاتھا کہ وہ اپنی کلاس کا ٹاپر (topper) تھا۔ اس کا مطلب ہوتا ہے کلاس میں اول آنا۔ اور توں تو دس جماعتیں وہ بھی مر مر کے پاس ہے پھر تجھے وہ کیسے پسند کرسکتا ہے 👍🤣🤣 ۔توبہ ہے بھئ تیری بھی۔ میری تو ہنسی نہیں رک رہی۔

اور ہاں یاد آیا وہ جو شیدا نہیں ہے جو ڈیرے کا کام سنبھالتا ہے ہمارے ابا تیرا اس سے رشتہ کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ دیکھا بھالا ہے ہمارا۔ اور تجھے بھی اعتراض نہیں ہوگا کوئی۔ ارے توں رو کیوں رہی ہے ابھی تھوڑی نہ جارہی ہے رخصت ہوکے۔ بس مہرو بس بہت سن لی تیری بکواس۔ توں تو میری بچپن کی سہیلی تھی تجھ پر تو مجھے مان تھا پر توں ایسے کرے گی۔ میں نے ایسا کیا کردیا تجھے جھوٹی تسلیاں دیتی وہ ٹھیک تھا۔ یہ تیرا سمجھانے کا انداز نہیں تھا مہرو۔ اور کسی سے صیح سنا ہے میں نے ٹھوکریں کھا کر ہی انسان سیکھتا ہے اور پہلی ٹھوکر بڑی پرانی سہیلی نے دی ہے۔

آج زندگی میں پہلی بار احساس کمتری محسوس ہوئی تھی شانو کو۔ اور پتا نہیں چلا تھا کہ وہ اس احساسِ کمتری کا شکار ہوتے ہوئے بہت ہی آگے نکل جائے گی۔

ارے شانو کیا ہوا توں گھر واپس کیوں آگئ؟ میں بس نکل ہی رہی تھی توں لینے آگئی۔ نہیں اماں توں جا میں گھر میں ہوں ۔ توں اتنا کانپ کیوں رہی ہے؟ شانو کی اماں نے قریب آتے ہوئے کہا۔ نہیں اماں ٹھیک ہوں میں ۔ تیری آنکھیں بھی سوجی ہوئی لگ رہی ہیں۔ وہ اماں مجھے بخار ہورہاہے وہاں پیاز کاٹے تھے نہ تو بس وہی آنکھوں سے پانی نکلا تو لال ہوگئی ہیں اور سر میں درد بھی ہے تو اسی لیے طبیعت ٹھیک نہی لگ رہی مجھے اپنی۔ ایک ہی پل میں بات کو گول کرنے کا طریقہ اچھے سے جانتی تھی وہ۔ توں جا میں گھر میں ہوں ۔ اچھا ٹھیک ہے لیکن بارات کے وقت آجانا تیری سہیلی کی جو بارات ہے۔ ہاں ٹھیک ہے لیکن اگر طبیعت ٹھیک ہوئ تو آؤں گی۔ ارے یہ کیا بات ہوئی۔ ہاں ٹھیک ہے ٹھیک ہے اماں آجاؤں گی اب توں جا دیر ہورہی ہے۔ اماں کے جانے کے بعد دروازہ بند کرتے ہی وہ سر کو پکڑے چیخ چیخ کر رونے لگ گئ۔ زندگی میں پہلی بار کسی نے اوقات کا احساس دلوایا۔ شانو ٹھیک ہوا ہے توں بھی تو اوقات سے باہر ہی ہورہی تھی تیرے ساتھ ٹھیک ہوا۔ ناجانے کب تک اپنے ضمیر کو ملامتیں دیتی وہیں زمین پر سو گئی۔

* * *

شام ہونے کو تھی ملک صاحب کے گھر ہرطرف ہل چل مچی ہوئی تھی۔ پورا گھر دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ ارے شانو کہاں ہے ہے وہ بیگم صاحبہ وہ گھر ہے ۔ اچھا سویرے تو آئ ہوئی تھی

گھر کب گئی ؟ وہ جی یہاں سے ہوکر گھر آرام کرنے گئی ہوئی ہے اسے بخار ہورہا تھا۔ اچھا چلو ٹھیک ہے آرام کر کے آئے گی تو بہتر ہوجائے گی۔ ارے وہ دیکھو لگتا ہے مہرو آگئی۔ جیسے ہی گاڑی بڑے صحن میں آکر رکی سب مہرو کو دیکھنے کے لیے ملازمیں جمع ہوگئیں۔ اگرچے مہرو تھی تو گھونگھٹ میں لیکن بیگم صاحبہ اس کی تعریف کرتے کرتے وارے ہی جا رہیں تھیں ۔ میں صدقے جاؤں کتنی سوہنی لگ رہی ہے۔ کسی کی نظر نہ لگ جائے۔ جا پینو جا کر مرچیں جلا اس کے اوپر سے۔ آجا مہرو تجھے تیرے کمرے میں لے جاؤں۔ وہ جو مہرو کی طرح شانو کو سمجھتے تھے اور جس کے ساتھ کبھی فرق ہی نہیں کیا تھا آج وہی شانو کہیں نظر ہی نہیں آرہی تھی اور نہ ہی کسی کو وہاں اسکی پرواہ تھی۔

ہیلو میری بات سنے بغیر آج فون نہ کاٹنا۔ میں تمہیں تہہ دل سے پسند کرتا ہوں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔

-oh really

تو سنو زبیر میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں۔ الیینہ نے جان چھڑاتے ہوئے کہا۔ زبیر کو اپنی سانسیں بند ہوتی ہوئی لگیں۔ ایسا کیسے کہ سکتیں ہیں آپ؟ کون ہے وہ؟ الیینہ جس نے بنا سوچے سمجھے یہ بات کی تھی اس کے اس سوال پر سٹپٹا گئی۔ تم سے مطلب جو بھی ہو۔ جب تک آپ نام نہیں بتائیں گی میں آپ کو فون کرنا نہیں چھوڑوں گا۔ توبہ ہے الیینہ نے دل میں سوچتے ہوئے کہا۔ جمال ہے جمال کو پسند کرتی ہوں ٹھیک ہے۔ اوکے اب فون مت کرنا۔

زبیر پر تو جیسے بجلی گری تھی ایسا کیسے ہو سکتا ہے جمال کیسے کرسکتا ہے۔ جب تک کوئی امید نہ دلوائے تب تک کوئی آگے نہیں بڑھ سکتا۔

یہ توں نے کیا کیا الینہ۔ ساتھ بیٹھی زارا نے کہا جو اس کی یہ بات سن کر کرنٹ کھا کر اٹھ بیٹھی تھی۔ یہ تو میرے ذہن میں بھی نہیں آیا میرے منہ سے پھسل گیا۔ خیر چھوڑو ہمیں کیا۔ لیکن یار وہ بیچارا تجھے پسند کرتا تھا تو میں کیا کروں میں تو نہیں کرتی تھی ناں؟ خیر تم اس بات کو چھوڑ اور مووی انجوائے کرو۔ اب آئندہ تنگ نہیں کرے گا۔

یار یہ کال کیوں نہیں ریسیو کررہا شام کے وقت شاہ نواز نے جمال سے بات کرتے ہوئے کہا ۔ہوسکتا ہے ہاسٹل میں سو رہا ہو۔ ہاں یہ بھی ہے۔ ویسے بھی تھکا ہوا تھا۔ ہاں یہ بھی ہے۔

چل میں اب گھر جارہا ہوں وہاں کسی دعوت پر جانا ہے کل ملاقات ہوتی ہے۔

ہیلو جمال میں ابھی ہاسٹل پہنچا یہاں زبیر نہیں ہے اس کا فون بھی بند جارہا ہے اور اور۔

اور کیا شاہ نواز پوری بات بتا۔

وہ اس کا سامان بھی نہی پڑا۔

کیا؟

ایسے کیسے وہ بتائے بغیر وہ جا سکتا ہے؟

پتا نہیں کیا ہوا ہوگا۔

اس کی کہیں الینہ سے تو کوئی بات نہی ہوئی؟

یہ تو وہی بتا سکتی ہے شاہ نے اس کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

اچھا خیر توں ٹینشن نہ لے میں الینہ سے بات کرتا ہوں۔

زارا جمال کی کال آرہی ہے کہیں زبیر نے اس سے بات تو نہیں کی ۔ تم کال ریسیو کرو ۔

ہیلو جی میں جمال ۔جی معلوم ہے۔ زبیر کہاں ہے؟ کیا مطلب مجھے کیا پتہ ۔توآپ کی کیا زبیر سے کوئی بات ہوئی؟ نہیں مجھ سے کیوں ہوگی۔ ٹھیک ہے ۔ یہ بات کہتے ہی جمال نے فون کاٹ دیا۔

اف شکر ہے کوئی بات نہیں بتائ اس نے۔ الینہ تمہیں جھوٹ نہیں بولنا چاہیے تھا۔ تو میں اپنے آپ کو پھنسا دیتی؟ نہیں بالکل بھی نہیں۔اور تم کیوں فکر کرہی ہو۔ ریلیکس کرو کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن کسی کا دل توڑنا اچھی بات نہی ہے۔ لیکن ویکن کچھ نہیں اب اس بارے میں بات نہی کرنی۔

سفید شلوار قمیض کے ساتھ کھیڑی پہنے بازوؤں کو فولڈ کیئے وہ پرفیوم لگا رہا تھا جب کوئی اندر آیا۔

ارے واہ جمال آج تو دولہاہی توں لگ رہا ہے۔بارات آنے والی ہے آجا باہر تجھے مہمانوں سے ملواؤں۔ ہاں ٹھیک ہے چلتے ہیں باہر۔

ڈھول کی آوازیں آنا شروع ہو گئی تھیں۔ہر طرف گہماگہمی شروع ہوگئی تھی۔ سب لڑکیاں بارات دیکھنے باہر کی طرف جانا شروع ہوگئی تھیں۔

ایک عجب سی خوشی ہر طرف دوڑ رہی تھی۔

اپنی خوشی میں لوگ دوسروں کو بھول جاتے ہیں

کسی کو کسی کی پرواہ نہیں تھی۔ ہر کوئی اپنی میں ہی مگن تھا۔

اللہ خیر کرے ابھی تک شانو نہیں آئی۔ زرا جا کر پتا کرتی ہوں۔ لیکن یہاں بھی بہت کام ہے۔ پینو زرا یہاں سب کو پانی پلا میں ابھی آرہی ہوں۔

شانو شانو دروازہ کھول۔ جی اماں آئی۔ توں آئی کیوں نہیں جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا اماں اسے شروع ہوگئی۔ میں وہاں سارا کام چھوڑ کر یہاں تجھے لینے آئی ہوں۔ اب تیری طبیعت کیسی ہے؟ میں اتنی دیر ادھر دروازے کے پاس ہی سوتی رہی مجھے ہوش ہی نہیں رہا۔ نی شانو کہاں کھو گئ۔ سوچوں سے نکلتے ہوئے اس نے اماں کی پکار سنی۔ ہاں اماں کیا کہ رہی تھی؟

چل میرے ساتھ بڑی رونقیں لگی ہوئی ہیں وہاں۔ آ جا تیری طبیعت بھی سیٹ ہوجائے گی۔

نہیں اماں میں نے نہی آنا توں جا۔ ایسے کیسے چلی جاؤں سب کو کیا کہوں گی تیری سہیلی کی شادی ہے آخری بار مل لے اس سے۔ چل ٹھیک ہے اماں چلتے ہیں۔ ایسے ہی جائے گی توں؟ کپڑے تو تبدیل کر لے. اماں اگر میں چلوں گی تو ایسے ہی ورنہ میں نے نہیں آنا۔ اچھا چل منہ تو دھو لے دیکھ تو سہی کیسے آنکھیں سوجی ہوئی ہیں ایسا لگتا ہے جیسے روئ ہو۔ ہیں کیا توں روئ ہے شانو؟؟ خیر ہے اماں میں کیوں روؤں گی۔ میں تو بہت خوش ہوں۔

جیسے ہی شادی والے گھر پہنچی شانو کی نظر جمال پر پڑی فوراً ہی اسے مہرو کی بات یاد آگئی ساتھ ہی کچھ آنسوں آنکھوں سے نکلے۔ شانو ادھر بھی پانی دے۔ جی نواز بھائی ابھی لائ تھوڑے ہی

فاصلے پر کھڑے جمال کے ساتھ شاہ نواز نے حکم صادر کیا۔ جیسے ہی شاہ نواز کے بعد جمال کو پانی دینے لگی ہاتھوں کی کپکپاہٹ کی وجہ سے پانی کا گلاس سیدھا جمال پر گرا۔ شانو یکدم گھبرا گئی۔ تم پاگل ہو۔ کوئی کام ڈھنگ سے نہیں ہوتا۔ جمال کو ویسے تو غصہ آتا نہیں تھا لیکن آج پھر دوبارہ اس کی اسی حرکت کو دیکھ کر غصہ آیا تھا۔ شانو کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہوگئے۔ اسے کچھ سمجھ نہ آیا تو وہاں سے چلی گئی۔ ایک کونے میں جا کر وہ زور زور سے رو رہی تھی۔ کوئی بھی اسے وہاں دلاسہ دینے والا نہ تھا۔ جمال کو دل میں شرمندگی محسوس ہورہی تھی۔ جبکہ شاہ نواز نے شانو کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔

رخصتی کا وقت ہوگیا تھا مہرو دور سے ہی سب کچھ دیکھ رہی تھی. جیسے ہی بارات چلی گئی۔ بوجھل دل کے ساتھ وہ واپس اپنے گھر کی طرف مڑنے لگی جب پیچھے سے کسی نے اس کو آواز دی۔ شانو رکو شانو جہاں تھی وہیں رک گئی ادھ منہ کھلے کے ساتھ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس شخص کو دیکھنے لگی۔ جمال صاحب آپ۔ ہاں میں سوری کہنے آیا ہوں میں نے تمہیں ڈانٹ دیا۔ تم بھی انسان ہی آخر انسان سے ہی غلطی ہوتی ہے۔ خیر سوری میں نے زیادہ ڈانٹ دیا ہوتو۔ نہیں صاحب جی میری غلطی ہے۔ آپکا کوئی قصور نہیں۔ ویسے شانو تم بولتے ہوئے اچھی لگتی ہو۔ جمال مسکراتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔ لیکن شانو کے دل میں اپنی مزید جگہ بنا گیا تھا۔

شانو کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ مہرو توں غلط تھی۔ دیکھا کیسے جمال نے میری تعریف کی۔ میں اگر خواب دیکھتی تھی توکوئی غلط نہیں دیکھتی تھی۔ اس کے دل میں پھر سے امید جاگی تھی۔ میں جمالکو بتا دوں گی مجھے وہ پسند آگئے ہیں۔

جمال وہاں سے شاہ نواز اور اسکے گھر والوں کو مل کر نکلا ہی تھا کہ پل کے پاس مڑتے ہوئے اس نے کسی کو دیکھا جو اس کی گاڑی کے آگے کھڑی تھی۔ یہ شانو یہاں کیا کررہی ہے۔ گاڑی سے نکلتے ہوئے اس نے سوچا۔ تم یہاں کیا کررہی ہو۔ black sunglassesآنکھوں سے ہٹاتے ہوئے اس نے کہا۔ وہ جی میں آپ کو دل کی بات بتانے آئی ہوں ۔ جی میں آپ کو پسند کرتی ہوں۔

What?

Are you serious?

شکریہ شکریہ۔ شانو نے آنکھیں نیچی کیے مسکراتے ہوئے کہا۔

Oh my god. idiot.

جمال نے ہنسی چھپاتے ہوئے کہا۔ تم نے سوچ بھی کیسے لیا میں تمہیں پسند کروں گا۔ تم یہ کہنے سے پہلے سوچ تو لیتی۔ اپنا دل چھوٹا نہ کرو۔ ضرور کوئی تمہیں اچھا لڑکا ملے گا۔ اور اتنا دل پھینک نہیں بنتے۔ جمال نے مسکراتے ہوئے سر کو جھٹکتے ہوئے کہا۔ اور گاڑی کی طرف چلا گیا۔ اس نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا تھا کہ آخر پیچھے رہ جانے والے پر کیا گزر رہی ہے۔

آج کا دن ہی شانو کے لیے برا تھا۔ اسے اپنے اوپر دوسری مرتبہ بجلی گرتی ہوئی محسوس ہوئ۔

آج دو مہینے ہوگئے تھے شیزا کو ہاسٹل آئے ہوئے الینہ کی شیزا کے ساتھ کافی دوستی ہوگئی تھی۔ الینہ نے کچھ سوچتے ہوئے شیزا سے محبت کے بارے میں پوچھا تھا۔

تمہیں پتہ ہے محبت صرف چند دنوں کے لیے یا پھر چند مہینوں تک کے لیے ہوتی ہے۔ اس کے بعد تو یا وفا ہوتی ہے یا انا۔

اچھا؟ الینہ نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور اگر اس کے بعد بھی وہ آپ کے ساتھ ہے تو پھر اسے کیا کہیں گے۔

وہ اس کی وفاداری ہوگی۔ شیزا نے اس کے سوال کا جواب دیا۔

تو پھر یہ عشق کیا ہوتا ہے؟ الینہ نے ایک اور سوال کر ڈالا تھا۔

عشق ؟ ایک گہری سی مسکراہٹ نکلی۔ عشق تو ایک مرض ہے ۔

ہیں ؟؟ یہ کیا بات ہوئی۔

ہاں ناں عشق ایک مرض ہوتا ہے۔ یہ حد سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اگر اللہ سے ہوجائے تو دنیا کو بھول جاتا ہے اور اپنی آخرت کا اچھا سودا کر بیٹھتا ہے انسان۔

تم عجیب ہو شیزا کبھی باتوں پر ہنستی ہو تو کبھی افسردہ ہوجاتی ہو۔

یہ جو باتیں ہوتی ہیں ناں یہ اپنے اندر کانٹے بھی رکھتی ہیں اور پھول بھی۔ کانٹے دل میں زخم دیتے ہیں اور پھول ان زخموں کو مندمل کرتے ہیں۔ ہاں لیکن یہ نہ بھولنا کبھی کبھار پھول بھی زخم لگا جاتے ہیں۔

لوگ کانٹوں سے بچ کر چلتے ہیں
ہم نے پھولوں سے زخم کھائے ہیں

اچھا چھوڑو رات کافی ہوگی ہے سوجاتے ہیں اب۔ الینہ نے اباسی لیتے ہوئے کہا۔ تم سو جاؤ میں کچھ دیر بات سوؤں گی۔

اوہ ہاں تمہاری تو نوافل پڑھنے کا ٹائم ہوگیاہے۔ ویسے تم یہ ساری رات کسے مانگتی رہتی ہو۔ اسی کو جس نے ہمیں پیدا کیا۔ ارے واہ کتنی نیک ہو تم؟

ہن نیک شیزا نے طنزاً مسکراتے ہوئے کہا۔ ہم بہت مطلبی ہوتے ہیں جب کہیں سے ٹھوکر لگتی ہے تو تب ہمیں اللہ یاد آجاتا ہے۔ لیکن وہ تب بھی ہماری کوتاہیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے معاف کر دیتا ہے۔ اور جتاتا بھی نہیں ہے ۔ لیکن جب انسان کوئی نیک کام کرلے تو سو بار جتاتا ہے۔ اب دل نہیں کرتا کسی کو مانگنے کو۔ بس وہی خود مل جائے تو ضرورت ہی نہیں کسی کی۔

پورا ہفتہ گزر گیا تھا لیکن زبیر کا کسی کو کوئی پتہ نہیں چلا تھا۔ ہر جگہ معلوم کرنے کے بعد بھی اس کا کوئی نام و نشان نہیں ملا تھا۔ پتہ نہیں کہاں چلا گیا زبیر وہ بھی بنا بتائے کسی کو۔ شاہ نواز نے افسردگی سے کہا۔ اس دن ضرور اس کی کوئی بات ہوئی ہوگی الینہ سے اور وہ ہمیں بتانا نہیں چاہ رہی۔ تو اب ہم کیا کریں؟

شاہ نواز نے جمال کی بات پر چونک کر کہا۔

انتظار صحیح وقت کا۔ ہمیں الینہ اور اس کے ساتھ منسلک لوگوں پر نظر رکھنی ہوگی۔ اس سے کیا ہوگا؟

اوہو ایک تو تمہیں بھی ہر بات سمجھانی پڑتی ہے۔ بس جو کہا ہے وہی کرو۔

ہن ٹھیک ہے۔

کلاس میں سر attendence لگارہے تھے جب پیچھے بیٹھے جمال کو انکی سرگوشی سنائی دی۔ الینہ یار ایک ہفتے سے زبیر کا کوئی پتہ نہیں ہے ہمارے پیپرز بھی ہونے والے ہیں۔ اسکے future کا سوچو کیا ہوگا؟ تمہیں جھوٹ نہیں بولنا چاہیے تھا۔ پتا نہیں وہ کہاں

ہوگا۔ اس کے دل میں جمال کے لیے بھی برا آیا ہوگا۔ اور اس نے کوئی جذبات میں آکر کچھ کر نہ دیا ہو؟

زارا تم پاگل ہو گئ ہو۔ اپنا چھوٹا سا ذہن ان فضول سی باتوں میں مت الجھاؤ۔ اور تم کلاس میں بیٹھی ایسی باتیں کررہی ہو اگر کسی نے سن لیا تو مسلہ بن جانا ہے۔ آئندہ اس بارے میں بات مت کرنا۔ اور مجھے اس میں کوئی دلچسپی نہیں تھی ۔ میں نے اپنا پیچھا چھڑوانے کے لیے کہا تھا بس۔
ویسے لگتا تو نہیں ہے کہ پیچھا چھڑوانے کے لیے یہ بات کی ہوگی تم نے۔ کوئی چور ہوگا تمہارے دل میں تو تب ہی تو کی ہوگی ناں؟ زارا نے ہنستے ہوئے الینہ کو کہا۔
افففف کتنا عجیب سوچتی ہو تم ۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔

اچھا؟ تو پھر تمہاری موبائل کی history میں اسے ہی ہر جگہ کیوں ڈھونڈا گیا ہے؟

کیا مطلبتم نے میرا موبائل؟؟؟ کہتے کہتے رک گئی۔
Get out from class you both.
ایک گونجتی ہوئی کمرے میں آئی۔ دونوں سر کی طرف متوجہ ہوئے جو ان دونوں کو غصے سے دیکھ رہے تھے۔

اس سے پہلے کے زارا منہ سے کچھ بولتی الینہ کھڑی ہوگئی اور اس کی دیکھا دیکھی زارا بھی کھڑی ہوگئی اور دونوں کلاس سے نکل گئیں۔

تمہاری وجہ سے سر نے ہم دونوں کو کلاس سے نکال دیا۔ جیسے ہی دونوں کلاس سے باہر نکلیں الینہ زارا کو ہی شروع ہوگئی۔

اچھا تو چور کوتوال کو ڈانٹے۔ بات کو گول مت کرو۔ اور بتاؤ کہ کب سے تم اسے پسند کرتی ہو؟

یہ تو مجھے بھی نہیں پتا۔ الینہ نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

پیچھے سے کھانسنے کی آواز آئی کسی کی۔ دونوں نے فوراً ہی پیچھے مڑ کر دیکھا۔ مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے مس الینہ صاحبہ۔ زارا وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔

جی کہیے مسٹر جمال صاحب۔ اسی کے انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

مجھے زبیر کے بارے میں جاننا ہے۔ جمال نے صاف لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

مجھے نہیں پتا اس کا۔ الینہ نے بھی صاف لہجے میں بات کی۔

جمال اس کی اس بات پر ہنس دیا۔

الینہ اس کے اس رویے سے گھبرا گئی۔

کیا ہوا نوسب نہیں ہے کیا مس الینہ صاحبہ۔ آپ کیا سمجھتی ہیں کہ ہمیں اندازہ نہیں ہوگا کہ وہ یہاں سے کیوں چلا گیا ہے۔ آپ نے ذس کی قدر نہی کی افسوس۔

افسوس مجھے مت دلوائیں ۔ ابھی اس کے پاس تھا ہی کیا کہ میں اسے لسند کرنے لگ جاتی۔

واؤ👍 great ۔ آپ کو تو داد دینی پڑے گی پھر ۔

تو میرے پاس ایسا کیا ہے جو attract کیا آپ کو۔

یہ دل پر زور تھوڑی ہوتا ہے۔

اوکے مان لیا ۔ لیکن آپ نے بہت برا کیا اس کے ساتھ۔

اس میں میں نے کچھ غلط نہیں کیا۔

جی بلکل آپ نے غلط نہیں کیا لیکن آپ نے غلط انداز میں اسے روکا۔ آپ کو اپنی جان چھڑانے کے لیے اس کے جذبات کو بھی مد نظر رکھنا چاہیے تھا۔

پتہ نہیں اس وقت وہ کہاں ہوگا؟

آآآاپ پ پ کو یہ ساری باتیں کیسے معلوم ہوئیں؟ کہ میری وجہ سے وہ گیا ہے۔ الینہ نے لڑکھڑاتے ہوئے جمال سے پوچھا۔

جمال نے ایک زور دار قہقہہ لگایا۔ جب آپ اور آپ کی دوست کلاس میں باتیں کرنے میں اتنی مگن تھیں کہ آپ نے دیکھا ہی نہیں کہ پیچھے کون بیٹھا ہے۔

آپ کو اپنے کیے پر ضرور ایک دن پچھتاوا ہوگا۔ یہ کہتے ہی جمال وہاں سے چلا گیا۔

بس یہی وجہ تھی اور زبیر انہیں چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

اس بے وقوف لڑکی کی وجہ سے اس نے ہماری دوستی کا مان توڑ دیا۔ شاہ نواز نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے جمال کی پوری بات سننے کے بعد افسردگی سے کہا۔

جبکہ سوچوں میں گم جمال چپ رہا۔

زور دار بجلی کی چمک ہوئ۔ معلوم ہوتا تھا کہ کہیں بجلی گری تھی۔ ایک ڈھانچہ بنے وہ کب سے وہاں کھڑی تھی۔ بارش ہونا شروع ہوگئ تھی۔ لیکن وہ بنا پرواہ کے وہیں کھڑی رہی۔

جب اس کی آنکھ کھلی تو ایک چھوٹے سے کمرے میں تھی جہاں اسے ڈرپ لگی ہوئی تھی۔ آنکھ کھلنے پر اس کی اماں نے شکر ادا کیا تھا۔

اماں ---------- ممم-- میں ----ادھر کیییییسے آااااائ ہوں۔

شانو توں بے ہوش پڑی تھی۔ اماں کی آنکھوں میں بہت سے آنسوں تھے ناجانے کب سے وہ بے چینی میں رہی تھیں۔ تجھے نہیں پتا میرے یہ دو گھنٹے کیسے گزرے۔ مجھے تیری بہت فکرہورہی تھی۔ اگر تجھے کچھ ہوجاتا تو۔ یہ کہتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ گئ تھیں۔

اماں توں پریشان نہ ہو دیکھ اب میں ٹھیک ہوں۔ مجھے کچھ نہی ہوا۔

شانو توں ادھر نہر والی جگہ پر کیا کررہی تھی۔ تجھے پتہ نہیں ہے وہ جگہ نہیں سہی۔ آسیب والی جگہ ہے۔ اماں ایسا کچھ نہیں ہے تجھے پتا تو ہے ہمارے پنڈ کے لوگوں نے ایسے ہی باتیں بنائی ہوئی ہیں۔ یاد نہیں ہے مہرو اور -----یہ کہتے ہی آنکھوں سے آنسوں شروع ہوگئے۔

کیا ہوا شانو توں رک کیوں گئی؟؟

کچھ نہیں اماں بس کچھ یاد آگیا تھا۔

مجھے پتا ہے پتر تیری بچپن کی سہیلی تھی توں اسے یاد کررہی ہے۔ آخر کو اکھٹے کھیلتے تھے دونوں۔

اماں یہی تو غم ہے بچپن سے جانتے ہوئے بھی اسے نہ جان سکی۔

کیا ہوا شانو ایسی بات کیوں کررہی ہے اور میں دیکھ رہی ہوں آج سویرے سے ہی توں بڑی چپ چاپ ہے اور یوں بدلی بدلی لگ رہی ہے؟؟

کچھ نہی اماں میں ٹھیک ہوں میں اکیلی ہوگئ ہوں ناں ۔ بس اسی لیے اداس ہوں۔

چل اب اداس نہ ہو۔ جلد میں تیری بھی شادی کردوں گی پھر توں بھی اپنے گھر کی ہو جائےگی۔

ہاں یاد آیا شادی سے تیرا بھی کوئی رشتہ ڈھونڈ رکھا ہے ملک صاحب نے ابھی بتایا نہیں ہے کہتے ہیں مہرو جو خیر سے رخصت کرلیں پھر تیری بات کرتے ہیں۔

شانو کو جیسے حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔ اماں مجھے نہیں شادی کرنی۔

ناں پتر ایسے نہی کہتے بیٹیاں اپنے گھر کی اچھی لگتی ہیں۔ دیکھ مہرو کے ماں باپ کتنے خوش ہیں خیر سے وہ اپنے گھر کی ہوگئی ہے۔

میں ڈاکٹر کو بلاتی ہوں تیری ڈرپ ختم ہوگئی گھر چلتے ہیں۔تیرے ابا بھی انتظار کر رہے ہوں گے ہمارا پریشان تھے تیرے لیے۔ان کی طبیعت بھی صحیح نہیں رہتی تجھے پتہ تو ہے۔ خیر ڈاکٹر آجائے پھر چلتے ہیں۔

سگریٹ کا دھواں پورے کمرے میں پھیل چکا تھا۔ اس کی آنکھ بیڈ پر سجی دلہن پر تھی جو کب سے گھونگھٹ لٹکائے بیٹھی ہوئی تھی۔ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے ملک شماز نے لب سے سگریٹ ہٹائی اور ساتھ ہی صوفے سے کھڑے ہو کر سنگھار میز کے سامنے آیا جہاں اس کے ساتھ ساتھ دلہن بنے بیڈ پر بیٹھی لڑکی کا عکس بھی نظر آرہا تھا۔ گہرہ سانس لیتے ہوئے وہ اب بیڈ پر آکر بیٹھ گیا تھا۔ اٹھو یہاں سے۔

جججی------

سنائی نہیں دیتا ایک دفعہ اٹھو یہاں سے صوفے پر یا نیچے جا کرسو جاؤ ۔ اور یہ ایسے چونچلے مجھے نہیں پسند۔آئندہ نہ بتانا پڑے

مہرو کا دل زور زور سے دھڑک رہا۔ آنکھوں سے آنسوں جاری ہوگئے تھے۔

کون سا ڈنڈا مار دیا ہے میں نے جو جاہلوں کی طرح آنسوں ٹپکنا شروع ہوگئے ہیں۔جاہل ۔اب اٹھو یہاں سے ویسے ایسے کپڑوں میں گنوار لگ رہی ہو ۔شماز نے طنزاً مسکراتے ہوئے کہا۔

اتنے میں شماز کا موبائل بجنے لگا۔ چہرے میں مسکراہٹ آگئی۔

Hey babe .

تمہاری سوتن آگئی ہے۔ بات کرنا چاہو گی۔

جب کہ دوسری طرف سے زور کے قہقہے بلند ہوئے تھے۔

مہرو کے سر پر ایک اور پہاڑ گرا تھا۔ اس کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا تھا۔

دراصل یہ شادی مہرو کے باپ کے دوست کے بیٹے سے ہوئی تھی۔ مہرو کا دوست ملک شمشاد بہت پرانا دوست تھا اسی لیے یہ رشتہ بغیر سوچے سمجھے انہوں نے کیا تھا۔ اور لڑکا بھی باہر ملک سے پڑھا ہوا تھا اسی لیے انہوں نے رشتہ کرنے میں دیر نہیں کی تھی۔ یہ بھی ایک گاؤں تھا لیکن شہر کے تھوڑے نزدیک تھا۔

رات تو کٹ چکی تھی اب صبح مہرو جلد سے جلد اپنے گھر جانا چاہتی تھی۔

جہ تم نے کس طرح کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں ؟ کس کی بارات میں جارہی ہو جو اتنی سجی ہوئی ہو؟ جاکر تبدیل کرو اور آئندہ ایسے حلیے میں میرے سامنے مت آنا ۔ گوار۔

مہرو کی اب برداشت ختم ہوچکی تھی۔ مجھ سے شادی ہی کیوں کی جب ایسا کرنا تھا میرے ساتھ۔

اچھا تو تمہاری زبان بھی چلتی ہے ۔ میں نے سنا تھا کہ یہ دیہاتوں کی لڑکیوں کے منہ میں زبان نہیں ہوتی ۔ آگے سے بولتی نہیں ہیں ۔

اور میں نے شادی اپنے ماں باپ کی خواہش کے لیے تمہارے ساتھ کی۔ اور انہیں بھی پتہ ہے کہ میری غیر ملک میں دوسری شادی ہوئی ہوئی ہے۔ اور میں ویسے بھی دو تین ہفتوں تک واپس

چلا جاؤں گا۔ اور اس کے بعد کچھ پتا نہیں کب واپس آؤں ۔ تم چاہو تو طلاق لے سکتی ہو لیکن میں تمہیں خود نہی۔ دوں گا۔ اور ہاں ایک بات اور میرے سامنے زرا کم آیا کرو تم کو دیکھ کر مجھے غصہ آتا ہے۔ یہ کہتے ہی وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

لپسٹک اس کے چہرے پر ہر جگہ پھیل چکی تھی۔ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے واش روم میں وہ نیچے کسی سکتے میں بیٹھی تھی۔ وہ ساکن بت بنے بیٹھی تھی۔ شاور کھلا چھوڑ رکھا تھا۔ باہر اسے واش روم کے دروازے پر دستک نے خیالوں سے ہٹایا۔ بھابھی آپ کے گھر والے آپ کو ملنے آئے ہیں۔ جلدی سے آجائیں۔ جبکہ مہرو نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

باہر لاؤنج میں بیٹھی اپنی ماں کو دیکھ کر وہ ان کے قریب آکر ایسے گلے ملی جیسے صدیوں سے بچھڑی ہو۔ آنکھوں میں آنسوں بھی بھر آئے۔

بڑے پیار سے پالا ہے میں نے اپنی مہرو کو۔ کبھی گھر والوں سے دور نہیں ہوئی۔ ہمارے گھر کی لاڈلی ہے۔ اسے تھوڑا وقت لگے گا یہاں سیٹ ہونے میں جبکہ مہرو کی ساس بات سن کر مسکرا دیں۔

شمال بیٹا نظر نہیں آرہا۔ وہ باہر کوئی فون سننے گیا ہے مہرو کی ساس نے جواب دیا۔

اچھا اچھا ۔ مہرو جاؤ اپنی ماں کو اپنا کمرہ دکھاؤ۔ مہرو کی ساس نے کہا۔ بھابھی میں بھی آپ کے ساتھ چلتی ہوں آپ کی help کروادیتی ہوں پارلر جانے کے لیے۔ ۔ مہرو کی نند نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مہرو کی ماں چند منٹ بیٹھ کر چلی گئیں۔ اچھا اب پھر شام کو ہی ملاقات ہوگی ولیمہ پر ۔ مہرو کی ماں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جی ۔ اپنی نند کی وجہ سے وہ اور کچھ نہ بول سکی۔

شیزا نے انٹر کی تیاری شروع کردی تھی اور ساتھ ہی قرآن اکیڈمی جوائن کرلی تھی۔ اس نے 3 ہی ماہ میں تجوید کرلی تھی۔ اور اس کی قرأت وہاں کی ٹیچرز سے بھی زیادہ اچھی تھی۔ اس کی آواز میں کوئی جادو تھا۔ جس کو سنتے ہی ایک سکون سا دل میں آجاتا تھا۔ اس نے آن لائن قرآن پڑھانا شروع کردیا تھا۔ اس طرح وہ اپنا خرچہ بھی اٹھانے کے قابل ہوگئ تھی ۔ وہیں اسے الینہ ملی تھی اور پھر ہاسٹل میں بھی اس کے ساتھ ہوتی تھی۔

ویسے الینہ تم یہاں کب سے ہو اس اکیڈمی میں؟

میں ؟ الینہ نے چہرے پر اطمینانیت سجائے پوچھا۔

ہاں ہاں تم۔ ایک شرط لگی تھی جس کی وجہ سے میں یہاں آئ۔

کیسی شرط؟

لاسٹ سمیسٹر کے پیپر شروع ہونے میں ابھی ایک ہفتہ رہتا تھا۔
تمہیں کیا لگتا ہے الینہ زبیر پیپر دینے آئے گا؟
ہاں وہ آئے گا۔ الینہ نے چپس منہ میں ڈالتے ہوئے کہا۔
اور اگر نہ آیا تو؟

تو میں کیا کر سکتی ہوں ۔

لیکن...

لیکن کیا؟

تم اتنی خود غرض کیسے ہوسکتی ہو الینہ؟

الینہ نے آنکھ اٹھا کر زارا کی طرف دیکھا۔

اگر وہ نہیں آئے گا تو میں اس کے بعد آگے نہیں پڑھوں گی۔

یہ کیا بات ہوئی بھلا؟

تم نے خود ہی کہا تھا ناں میں خود غرض ہوں۔ تم سب کو میں ہی قصوروار لگتی ہوں۔ اسے میں نے جو کہا صحیح کہا اس کا دل رکھنے کے لیے میں اسے حقیقت سے دور نہیں رکھنا چاہیتی تھی۔ جو مجھے صحیح لگا میں نے وہی کیا۔ یہ کہتے ہی وہ وہاں سے اٹھ کر جانے لگی۔ تبھی سامنے سے جمال اور شاہ نواز اس کے قریب سے گزرے ان دونوں پر ایک زہریلی نظر ڈالتے ہی وہ غصے سے چلی گئی۔

ابھی پہلا پیپر شروع ہونے میں آدھا گھنٹہ رہتا تھا۔ جمال اور شاہ نواز کی نظر مین گیٹ پر تھی۔

ابھی بھی تھوڑی سی آس اس کے آنے کی تھی۔

تبھی قریب سے گزرتے ہوئے زارا وہاں ان کے پاس آکر رکی جھوٹی تسلیاں دینا بند کرو ایک دوسرے کو وہ نہیں آئے گا۔ یہ کہتے ہی وہ وہاں سے چلتی بنی۔ جبکہ شاہ نواز اور جمال ایک دوسرے کو دیکھتے ہی رہ گئے۔ جس کا انتظار تھا سہ نہی آیا تھا۔

آج آخری پیپر تھا۔

Excuse me ?

بینچ پر اکیلی بیٹھی زارا کو جمال نے کہا. مجھے آپ سے بات کرنی ہے ؟

جی بولیں ۔

مجھے پتاہے کہ آپ کو معلوم ہے زبیر کہاں ہے۔ ہم اسکے دوست ہیں اسے ملنا چاہتے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ یہاں کے rule کے مطابق کسی کو information نہی دے سکتے لیکن میری آپ سے request ہے۔ میں اس کی غلط فہمی دور کرنا چاہتا ہوں۔ جو آپ کی دوست کی وجہ سے ہوئ۔ آگے آپ کا جو دل کرے۔ یہ کہتے ہی وہ وہاں سے اٹھنے لگا تھا کہ اتنے میں پیچھے سے زارا نے اسے پکارا۔

وہ لاہور میں ہے ۔, migration کروالی ہے lahore university اس سے آگے میں اور کچھ نہیں بتا سکتی۔ یہ کہتے ہی وہ وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔

زارا کے بابا اس ڈیپارٹمنٹ کے HoD تھے۔ migration کا لیٹر اس نے ان کے آفس میں دیکھا تھا۔

زارا کا رابطہ زبیر کے ساتھ بھی تھا۔ لیکن یہ الگ بات تھی کہ اس نے کسی سے اس بات کا ذکر نہیں کیا تھا۔

تو شرط پوری ہوئی زارا جیسے میں نے کہا تھا اگر وہ نہ آیا تو میں اپنی آگے کی پڑھائی چھوڑ دوں گی۔
آج میرا یونیورسٹی میں آخری دن ہے۔ آئندہ کی بعد میں تمہیں کسی بھی یونیورسٹی میں نظر نہیں آوں گی۔ یہ کہتے ہی وہ وہاں سے چلی گئی اور ہوا بھی ایسا ہی تھا۔

شام کو مہرو تیار ہوئی پارلر سے آگئ تھی۔ مہمانوں کا آنا جانا شروع ہوگیا تھا۔ سٹیج پر بیٹھی اپنی ماں سے باتیں کرتے ہوئے اسے شانو کی کمی کا احساس ہوا۔ یہ شانو اور اس کی ماں نظر نہیں آرہی

۔ ہاں پتر سنا ہے شانو کل بڑی بیمار ہوگئی تھی وہ ندی والے پیڑ کے پاس بے ہوش ملی تھی۔
پتہ نہیں کہیں جن ہی نہ ہوگئے ہوں میں اسے اب کہوں گی اسکی ماں کو کہ ہمارے گھر نہ لائے۔

مہرو کو اس کے ساتھ کی ہوئی باتیں یاد آگئیں۔ اسے اپنی کی گئی باتوں پر تھوڑا بہتا افسوس ہورہا تھا۔ اسے یاد آیا تھا کہ کیسے رات سے شماز اسے بار باد گواد کہ رہا تھا۔ اس نے بھی ایسے شانو کو جاہل اور بھی بہت سے الفاظ بولے تھے۔

وہ اپنی ماں کو اپنے سسرال والوں کی حیثیت سے جلد از جلد آگاہ کرنا چاہتی تھی۔ ۔ مگر صیح وقت کے انتظار میں تھی۔

ہاں ملک صاحب نے بلایا ہے تم دونوں میاں بیوی کو آجاؤ۔ صوفے پر بیٹھے ملک صاحب نے شانو کی ماں اور باپ کو دیکھتے ہوئے بولنا شروع کیا۔ شانو کے لیے میں نے ایک رشتہ پسند کیا ہے۔ وہ جو اپنا ڈیرے پر شیدا کام کرتا ہے اس نے مجھ سے شانو کا ہاتھ مانگا ہے۔ اسی لیے میں نے تم دونوں کو اسی فیصلے کے لیے بلایا ہے مجھے پتا ہے تم لوگ انکار نہیں کرو گے جو میرا فیصلہ ہوگا وہی تم دونوں کا ہوگا۔ جی ملک صاحب آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ جیسے آپ کو مناسب لگے۔ اس سے پہلے کے شانو کی ماں کچھ کہتی شانو کے ابا نے جواب دیا۔

تو پھر ٹھیک ہوگیا اسی ہفتے شانو کا نکاح رکھ دیتے ہیں۔

ملک صاحب ابھی شانو سے تو پوچھا ہی نہیں ۔ اتنے جلدی کیسے کرسکتے ہیں۔

ٹھیک ہے شانو نے کون سا انکار کرنا ہے اسے بھی کوئی مسلئہ نہیں ہونا اسے بتا دیں کہ ملک صاحب نے فیصلہ کرلیا ہے۔ یہ کہتے ہی ملک صاحب اٹھ کر وہاں سے چلے گئے۔

ملکانی صاحبہ اتنے جلدی کیسے کروں گی میں تیاری آخر بیٹی کا معاملہ ہے۔

تم پریشان نہ ہو سب کچھ ہم لوگ دیکھ لیں گے۔ مہرو سے بھی تو ملک صاحب نے کون سا پوچھا تھا۔

شانو کی ماں باپ دونوں کی خاموشی سے واپس آگئے۔

رات کو چارپائی پر لیٹے صحن میں شانوں کی ماں آسمان کو دیکھتے ہوئے سوچوں میں گم تھی۔

اماں کن سوچوں میں ہے توں ؟ کیا سوچ رہی ہے ۔جب سے ملک صاحب والوں کے گھر سے آئی ہے خاموش ہے۔ کیا بات ہے ؟

وہ شانو آج ملک صاحب نے تیرے رشتے کی بات کی ہے شیدے کے ساتھ تیرا ویاہ کرانا چاہتے ہیں۔ اسی ہفتے جمعے کو۔

شانو کو تو جیسے جھٹکا لگا ۔

کیا؟ اماں مجھے نہیں کرنی اس لفنگے سے شادی ۔ میں مر جاؤں گی پر وہاں نہیں کروں گی۔

لیکن پتر تیرا باپ ہامی بھر آیا ہے اور تجھے پتا ہے تیرے ابا نے ملک کے پیسے دینے ہیں اور بھی بہت سارے احسانات ہیں ان کے ہم پر ۔انہوں نے ہمیں یہ رہنے کے لیے چھت دی ہوئی ہے۔ ایسا نہیں کوسکتا کہ ہم ان کی بات ٹال سکیں ۔

پر اماں ؟؟؟

میں نے سمجھانے کی کوشش کی ہے ملکانی اور ملک صاحب کو وہ نہیں مانے۔

اماں ایسا نہیں ہوسکتا۔
توں سمجھنے کی کوشش کر شانو ۔ یہ کہتے ہی شانو کی ماں سے آنسوں آگئے ۔
ماں کے آنسوؤں نے اسے بولنے سے لاچار کردیا تھا ۔

الیینہ نے اپنی پوری داستان شیزا کو سنائی۔ اوہ تو تمہارے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ۔ اللہ آسانی پیدا کرے تمہارے لیے۔

ویسے شیزا تم تو بڑے دل سے قرآن پڑھتی ہو ۔ تمہارا رجوع تو قرآن کی طرف دن بہ دن بڑھتا جارہا ہے لیکن میں بھی تمہارے ساتھ پڑھتی کوں مجھے ویسا کیوں نہی محسوس ہوتا جیسا تمہیں ہوتا ہے۔

اس بات پر شیزا مسکرا دی۔ تم اپنے شوق سے نہیں کررہی تم اپنی ضد پر پڑھائی چھوڑ کر آئی تھی تمہارے پاس اب کوئی اور آپشن نہی تھا اسی لیے تم یہاں آگئی وقت گزارنے۔ ہر انسان کو بدلتے ہوئے وقت لگتا ہے۔ کسی کو احساس ہوجاتا ہے اور کسی کو احساس نہیں ہوتا۔

الینہ اس کی بات سن کر ٹھٹھک گئی۔ شیزا تم سے واقعی بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ میں بھی چاہتی ہوں میں تم جیسی بنوں۔

تم دوسروں کی جیسی نہ بنو بلکہ تم اپنی مثال آپ بنو۔ شیزا نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

شیزا مجھے اپنے کیے کا پچھتاوا ہوتا ہے۔ میں نے اس ایک کی بے قدری کی۔ مجھ سے سب دور ہوگئے۔ مجھے میرا پچھتاوا سونے نہیں دیتا۔ ابھی بھی مجھے شرمندگی سی ہوتی ہے میں نے اپنی خوشیوں اور خواہشات کے لیے اسے چھوڑا تھا۔ اس کے پاس وہ سب نہیں تھا جو مجھے چاہیے تھا اسی لیے میں نے اسے چھوڑا تھا اور آج مجرے پاس کچھ بھی نہیں خالی ہاتھ ہوں یہ کہتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہوگئے۔ اللہ سے دعا کرو وہ تمہارے حق میں بہتر کرے گا۔ شیزا نے اسے دلاسہ دیتے ہوئے کہا۔

ہیلو کیسے ہو؟

کون ؟

زارا۔

خیریت جو مجھے فون کیا آپ نے۔

میں لاہور آئی ہوئی تھی تو سوچا آپ سے بھی ملاقات ہو جائے۔

آپ کیوں ملنا چاہتی ہیں مجھ سے ؟

بات کرنی ہے اسی لیے ۔

کیا بات ؟

یہ مل کر ہی پتا چلے گا ۔

او کے۔

اگلے دن شام کو چائے پیتے ہوئے زارا اس کے سامنے بیٹھی تھی۔ کیا کام ہے مس زارا آپ کو مجھ سے ؟

آپ جمال اور شاہ نواز سے کیوں نہی ملے تھے جب وہ ملنے آئے یہاں؟

یہ میرا اور ان کا مسئلہ ہے۔ آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ آپ ہمارے معاملے میں آئیں۔

Well. You are right mr zubair.

مجھے پتا ہے کہ انہیں آپ نے ہی میرا یہاں ہونے کا بتایا تھا۔

ہاں میں نے ہی بتایا تھا۔

ویسے بہت ہی گھٹیا حرکت کی تھی آپ نے۔

آپ اپنی حد سے بڑھ رہی ہیں زبیر صاحب۔ اگر آپ کو اس سے محبت تھی تو یقین کرنا بھی سیکھتے ۔ کیا آپ کو اپنے دوست پر یقین نہیں تھا جو آپ جذبات میں آکر انہیں بھی چھوڑ گئے۔ ان سب میں شاہ نواز کا کیا قصور تھا؟ صرف جذبات میں آکر بڑے بڑے فیصلے نہیں کرتے تھوڑی عقل کا استعمال بھی کرتے ہیں۔ کیا آپ کو معلوم ہے جب وہ آپ کی خاطر یہاں آئے ہوں گے اپنی بے گناہی کا ثبوت دینے تو ان پر کیا گزری ہوگی۔

اور جہاں تک رہی الینہ کی بات کہ وہ جمال کو پسند کرتی تھی۔ یہ سراسر جھوٹ بولا تھا وہ صرف اپنی خواہشات پوری کرنا چاہتی تھی۔ اگر اس نے آپ کو نہیں سمجھا تھا تو آپ نے بھی اسے نہیں سمجھا۔ غلطی صرف اس کی نہیں تھی زبیر صاحب اپنے دماغ میں بٹھالیں ۔ یہ کہتے ہی وہ اٹھنے ہی لگی تھی کہ زبیر نے اسے پکارا۔

تو سنیں مس زارا میں اس کی خاطر ہی اپنے دوستوں کو چھوڑ کر یہاں آگیا ہوں۔ اور جیسا کہ میں نے کہا تھا میں رابطہ بھی نہیں کیا۔

اگر آپ نے سب کچھ چھوڑا ہے تو اس نے بھی چھوڑا ہے وہ بھی آخری پیپر کے بعد نہیں آئی۔ اا نے تو اپنے آگے تک کی پڑھائی چھوڑ بھی چھوڑ دی ہے۔

کیا؟

جی۔ اسے تو سب نے احساس دلوایا پر افسوس آپ کو تو کوئی احساس دلوانے والا بھی نہیں تھا۔ میں صرف آپ کو حقیقت بتانے آئی تھی کیونکہ آپ اپنے دوستوں تک کی بات سننے کو بھی راضی نہیں تھے۔

لیکن اس نے بھی تو مجھے ٹھکرایا۔

اسنے ٹھکرادیا تو آپ نے کون سا یقین دلایا۔ یہ کہتے ہی وہ طنزاً مسکراہٹ کے ساتھ وہاں سے اٹھنے لگی۔

وہ اب کہاں ہے ؟ زبیر نے آہستہ سے اس سے پوچھا۔

یہ تو مجھے بھی نہیں پتا۔

وہ کہتے ہی وہاں سے اٹھ گئ۔

اور جب دلوں کو سکون نہیں ملتا ناں تو تب قرآن سن لینا چاہیے اس سے دلوں کو چین آجاتا ہے۔

ایک عجیب سی بے چینی تھی جمال کے دل میں۔

کوئی بھی انسان پرفیکٹ نہیں ہوتا غلطیاں تو سب سے ہوتی ہیں۔ ہر انسان اپنی لائف میں کہی نہ کہی ضرور غلطی کرتا ہی انجانے یا جانے میں ۔ بہتر یہی ہوتا ہے کہ اس غلطی کا ازالہ جلد ازجلد کیا جاسکے۔ ورنہ بعد میں پچھتاوا رہ جاتا ہے۔

ناجانے مجھ سے کون سی غلطی ہوئی ہے جو میرے دل میں بے چینی ہے۔ یااللہ مجھے معاف فرما۔ روزانہ عصر کی نماز کے بعد وہ قرآن کی تلاوت سنتا تھا۔ یہ مسجد کے امام نے اسے سکون کے لیے بتایا تھا۔ اور واقع ہی اسے اس سے کافی فرق ہورہا تھا۔

موبائل پر قرآن کی تلاوت سنتے ہوئے اس نے ایک تلاوت لگائی تھی۔ سورت رحمان کی تلاوت تھی وہ ۔ اس تلالوت میں کچھ اثر تھا اس میں سکون تھا اس آواز میں جادو تھا اسے سن کو خود ہی آنسوں جاری ہوجاتے تھے۔ اسے اس آواز سے انسیت سی ہوگئ تھی۔ اتنی کہ اس کا اس آواز میں تلاوت سنے بغیر دن نہیں گزرتا تھا۔ اس کی عبادتیں لمبی ہوتی جارہی تھیں۔

وہ کہتے ہیں کہ اچھے دوست کا اثر ضرور دوسرے دوست پر ہوتاہے۔ اسی طرح ہی ہم جو کام کرتے ہیں اس کا اثر بھی ضرور ہوتا ہے۔ اگر نیک کام کریں گے تو اثر بھی اچھا ہی پڑے گا۔

پڑھائی تو مکمل ہوہی چکی تھی اب وہ اپنے والد کا business سنبھال رہا تھا۔ لیکن جیسے زندگی میں سکون کی تلاش ابھی بھی تھی۔

بیٹا میں سوچ رہی ہوں کے جلد سے جلد اب تمہاری شادی ہوجائے۔

پلیز ماما ابھی نہیں ۔

کیوں ابھی نہیں ۔یہی تو ایج ہے۔ اور ویسے بھی جیسے تمہیں لڑکی چاہیئے میں نے بالکل ویسی ہی ڈھونڈی ہے۔ intelligent,sharp بالکل پرفیکٹ میچ ہے۔

پلیز ماما مجھے نہیں چاہیے اب ویسی لڑکی۔

What .are u mad ?

دماغ خراب ہوگیا ہے تمہارا۔ وہی فضول دوستی نے ہی خراب کر رکھا ہے۔

اس میں دوستی کہاں سے آگئی۔ آپ خوامخواہ بات بڑھا رہی ہیں۔ یہ کہتے ہی وہ غصے سے اپنے کمرے کی جانب چلا گیا۔

مہرو بیٹا کیسا سسرال ہے تمہارا۔ سب اچھے ہیں ناں۔ تمہارے چہرے پر اداسی کیوں ہے۔ اماں کچھ سہی نہی ہے کچھ بھی نہیں ۔یہ کہتے ہی ڈھیر سے آنسوں نکلنے لگے۔ وہ لوگ ظالم

ہیں۔ انھوں نے دھوکا دیا ہے ہے ہمیں ۔ بس بیٹا آگے کچھ مت بولنا ۔ بس چپ کرجا یہیں تیرا اب وہی گھر ہے بیٹا تجھے وہیں رہنا ہے۔

لیکن اماں میری بات مکمل نہیں ہوئی ابھی۔

بیٹا اگر توں یہاں آگئ ہم کیا منہ دکھائیں گے۔ ایک دو بچے ہوجائیں گے تو سب سہی ہوجائے گا۔ شروع شروع ہوتا ہے ایسا۔

دیکھ تیرے ابا مجھے پسند نہیں کرتے تھے پر جب شاہ نواز پیدا ہوا تو سب سے زیادہ خوشی ہی ان کو تھی۔ سب کچھ بعد میں ٹھیک ہوجاتا ہے ہر چیز کو وقت لگتا ہے۔

مہرو بے یقینی کے ساتھ اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔

یہ کیا ظلم نہیں ہے ۔ کسی کو آزادی ملتی ہے تو اتنی زیادہ اور کوئی اپنے حق کے لیے بول بھی نہیں سکتا۔ یہ کیسا قانون ہے۔

شانو کا اب ملک صاحب کے گھر جانا بہت ہی کم ہوگیا تھا۔ مہرو کی شادی ہوئے مہینہ ہو گیا تھا۔

اماں میں نے نہیں جانا۔ شانو آجا میرے ساتھ مہرو بھی آئی ہوئی ہے۔ اس سے بھی مل لینا ۔ نہیں اماں میرا دل نہیں ہے۔ تجھے پتا تو 5 دنوں بعد تیرا نکاح رکھا ہے ملک صاحب نے آجا ہوسکتا ہے ملک صاحب تیری بات مان لیں ۔ ٹھیک ہے اماں چلتی ہوں تیرے ساتھ۔ جیسے ہی ملک صاحب کے گھر اندر داخل ہوئی آگے مہرو کھڑی تھی۔

سلام مہرو۔ کہتے ہی وہ نظریں چراتے ہوئے اندر جانے لگی۔ شانو کیسی ہے۔ مجھے تجھ سے بات کرنی ہے۔

کیسی ہوں گی اس دن کے بعد۔ اب کیا بات کرنے کے لیے رہ گیا ہے۔

ایسا نہ کہ شانو دیکھ مجھے پتا ہے مجھ سے غلطی ہوئی ہے لیکن اب مجھے اس کا بدلہ مل چکا ہے۔ وہ کہتے ہیں ناں کہ دنیا مکافات عمل ہے۔ یہ کہتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسوں چھلکنے لگے۔ شانو نے بڑھ کر اسے گلے لگایا۔ نہ رو پگلی بھلا تجھ سے بھی میں زیادہ دیر ناراض رہ سکتی ہوں۔ چل اب چپ کر۔

پر توں نے مجھے معاف کیا؟

ہاں میں نے تجھے معاف کیا اپنوں سے بھلا کیسی ناراضگی۔ اچھا چل یہ بتا کہ ملک صاحب گھر ہیں ؟

ہاں کیوں میں نے ان سے بات کرنی ہے۔ میرا اسی ہفتے نکاح رکھا ہے انہوں نے شیدے کے ساتھ اور تجھے تو پتہ ہے ناں وہ کیسا ہے ساری پنڈ کی لڑکیاں اس سے تنگ تھیں۔

لیکن مہرو تجھے پتا ہے ابا نہیں مانیں گے۔ میری شادی بھی انہوں نے اپنی مرضی سے کی۔ میں خوش تھی لیکن ان لوگوں نے دھوکا دیا مجھے وہ شادی شدہ ہے اور وہ کچھ دنوں تک غیر ملک اسی ہی لڑکی کے پاس چلا جائے گا۔

ہیں ؟؟؟ مہرو توں نے اپنے گھر والوں کو بتایا۔

اماں کو بتا رہی تھی لیکن انہوں نے میری بات نہیں سنی کہ دیا ہے کہ تیرا وہی گھر ہے توں نے وہیں رہنا ہے۔ اچھا توں پریشان نہ ہو توں بھائی نواز سے بات کر وہ پڑھے لکھے ہیں وہ تیری بات سنیں گے۔

افسوس کے کبھی کبھار چاہے انسان جتنا بھی پڑھا لکھا ہو پر سوچ وہی پرانی ہی رہتی ہے جو آباؤاجداد سے ملی ہو۔ ان کے دور میں تو سیکھنے کے لیے زیادہ کچھ نہیں تھا مگر اب ہمارے پاس سیکھنے کے لئے بہت کچھ ہے۔ مگر افسوس کچھ لوگ سیکھتے تو ہیں پر سوچ وہی پرانی رہ جاتی ہے۔

شانو بوجھل دل کے ساتھ گھر واپس آگئی تھی ملک صاحب سے بات کرنے کی ہمت اس میں نہی رہی تھی۔ جنھوں نے اپنی بیٹی کا نہیں سوچا میرا کیا سوچنا ہے ۔ میں بھی مہرو کی طرح باندھ دی جاؤں گی کسی کے ساتھ بھی ۔ نہیں ۔میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔ کیا ہوگیا اگر کسی ایک نے مجھے ٹھکرایا ہے تو جو بھی برا مل لے میں اسے لے لوں نہیں میں نہیں ایسا کروں گی ۔

کاش میں بھی پڑھی لکھی ہوتی کوئی کام ہی کرلیتی یہاں سے دور چلی جاتی۔ ہاں میں دور تو جاسکتی ہوں ایک خوشی لہر چہرے پر آگئی پر جاؤں گی کہاں اسی بات پر وہ پھر سے اداس ہوگئی۔

جمعرات کی شام تھی شام کو شانو کی ماں تیاریوں میں مصروف تھی ۔ اماں میں مہرو کو مل کر آرہی ہوں ۔ لیکن پتر تیرا کل نکاح ہے توں گھر بیٹھ۔ اماں وہ اس نے مجھے بلایا ہے میں ابھی آرہی ہوں ۔ اچھا چل اندھیرے سے پہلے آجائیں۔ اچھا اماں۔

مہرو میں نے نہیں یہ نکاح کرنا۔ تیری بڑی مہربانی میری مدد کر۔

پر شانو میں یہ کیسے کر سکتی ہوں۔

مہرو تیری مہربانی ہوگی شانو نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

اچھا ایک کام کر یہاں سے جو بس چلتی ہے ناں توں وہاں سے شہر چلی جا۔

پر میں وہاں کہاں رہوں گی۔ شانو نے روتے ہوئے کہا۔

وہاں توں کسی سے پوچھ لینا رہنے کی کوئی جگہ ۔ کسی مدرسے میں چلی جانا۔ اللہ کرم کرے گا تجھ پر۔ یہ کچھ پیسے اور کپڑے رکھ لے یہیں سے توں جا۔

اگر کسی کو پتا چل گیا تو.

پتہ تو چلنا ہے ساری زندگی ایسے بھی تو نہیں گزار سکتے ۔ میں نہیں چاہتی جو میرے ساتھ ہوا وہ تیرے ساتھ بھی ہو۔

پر اماں وہ کیسے برداشت کریں گی۔

توں فکر نہ کر میں انہیں بتا دوں گی۔

اچھا میں چلتی ہوں ۔

بس میں منہ چھپائے وہ گھبرائی ہوئی بیٹھی تھی ساتھ والی نشست پر جب ایک سیاہ برقعے میں نقاب کیے ایک خاتون اکر اس کے پاس بیٹھی۔ اسے دیکھ کر وہ زرا مطمئن سی ہوئی۔ اس نے بیٹھتے ہی سلام کیا۔ آپ کہاں جارہی ہیں؟

ججی مم میں-------- شانو نے گھبراتے ہوئے جواب دیا۔

ہاں جی آپ؟

میں شہر جارہی ہوں۔ پہلی دفعہ۔

اوہ اچھا تو اسی لیے آپ گھبرائی ہوئی ہیں۔ پھر تو آپ ہمارے شہر آرہی ہیں۔ کوئی مشکل ہو تو بتائیے گا۔ برقعہ پوش خاتون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جی ضرور شانو نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

پورے گھنٹے بعد بس رک چکی تھی۔ شانو کا ایک سانس آتا تو دوسرا جاتا۔ کچھ سمجھ نہ آرہی تھی۔ بس سے نیچے اتر کر جب اسے کچھ سمجھ نہ آیا تو اس نے پیچھے سے برقعہ والی خاتون کو آواز دی ۔

جی سنیں خدارا میری مدد کریں کہتے ہی رونا شروع کردیا میری زبردستی شادی ہورہی تھی میرے پاس اور کوئی چارا نہیں تھا اور وہ وہ لڑکا بھی صحیح نہیں تھا اسی لیے مجھے بھاگنا پڑا۔

پوری بات خاموشی سے سنتے ہوئے اس نے شانو کو اپنے ساتھ آنے کا کہ دیا۔

میں ایک قرآن اکیڈمی چلاتی ہوں۔ میرے پاس یہاں اور بھی بہت ساری بچیاں ہیں جو دور دراز سے پڑھنے آئی ہیں۔ ۔ میں آپ کو یہاں رکھ سکتی ہوں۔ اپنا یہاں اچھا مستقبل بنا سکتی ہیں اگر چاہیں تو۔ پریشان نہیں ہونا۔

بے شک ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہتری چھپی ہوتی ہے۔

جی آپ کا بہت بہت شکریہ۔

اس میں شکریہ کی کوئی بات نہیں۔ یہ تو اللہ نے مجھے آپ کے لیے وسیلہ بنایا ہے۔ اور کل آپ کو میں ہاسٹل میں کمرہ دے دوں گی ۔ کسی بھی چیز کی ضرورت ہوتو بلا جھجھک آپ مجھ سے کہ سکتی ہیں۔ میں آپ کی آج سے بہن بھی ہوں اور دوست بھی۔

میں آپ کا زندگی بھر احسان نہیں بھولوں گی۔

ویسے آپ نے اپنا تعارف نہیں کروایا۔

جی میں شیزا۔ مجھے پیار سے سب شانو بلاتے تھے۔

چلیں آج سے آپ کی ایک نئی پہچان ہوگی شیزا سے۔ میرا نام قدسیہ ہے ۔ میں اپنی قرآن اکیڈمی کی head ہوں۔ مجھے 15 سال ہوگئے ہیں یہ اکیڈمی چلاتے ہوئے۔

* * *

شانو ابھی تک نہیں آئی اللہ خیر کرے ۔ رات ہونے کو تھی۔ شانو کی ماں کے دل میں کئ وسوسے آرہے تھے۔ میں جاتی ہوں پتا کر آتی ہوں یہ سوچتے ہی وہ گھر سے نکل پڑی۔

مہرو پتر شانو تجھ سے ملنے آئی تھی ابھی تک گھر نہیں آئی کہاں ہے شانو اسے تو بلا لا۔

وہ خالہ میرے ساتھ میرے کمرے میں آ۔ یہ کہتے ہی وہ اسے اپنے کمرے میں لے گئ اور ساری داستان سنا ڈالی۔

شانو کی ماں کی آنکھوں سے آنسوں چھلکنے لگے۔ میں کیا کہوں گی سب کو ۔ میری تو ایک ہی بیٹی تھی۔ وہ بھی مجھ سے دور چلی گئی۔ میں کیا منہ دکھاؤں گی سب کو۔ پتا نہیں کہاں ہسگی اور کس حال میں ہوگی۔

خالہ پریشان نہ ہو وہ ایسی زندگی نہیں جینا چاہتی تھی۔ تجھے تو پتہ ہے ناں اسے شروع سے ہی کیسی زندگی پسند تھی۔ کتنی گھل مل جانے والی تھی سب میں ۔ اللہ اسکے لیے آسانی پیدا کرے گا۔ ہر کام میں بہتری ہوتی ہے۔ وہ ضرور ہم سے ایک دن ملنے آئے گی توں بس اس دن کا انتظار کر ٹینشن نہ لے۔

لیکن میں اس کے ابا کو کیا جواب دوں گی۔ اسے کیسے سمجھاؤں گی۔

ہوجائے گا سب صیحح توں اللہ پر بھروسہ رکھ۔

جیسے ہی شانو کی ماں گھر پہنچی شانو کے ابا نے شانو کا پوچھا۔ کہاں ہے شانو وہ ساتھ نہیں آئی؟

وہ ملک صاحب کے گھر ہے۔ مہرو آئ ہوئی ہے ناں تو اسی لیے اس نے اپنے پاس رہا لیا۔ اسے وہی تیار کرے گی سویرے۔

اچھا اچھا سہی ۔ شانو کے باپ کو تسلی آگئی تھی جبکہ شانو کی ماں گھبرائی ہوئی تھی۔

ابھی وہ عشاء کی نماز پڑھ کر لیٹی ہی تھی کہ موبائل پر وائبریشن ہوئی ۔

السلام علیکم مجھے آپ سے قرآن پڑھنا ہے۔

شیزا نے غور سے میسج پڑھتے ہوئے کچھ سوچتے ہوئے رپلائی دیا۔

جی آپ اپنی age بتا دیں۔

عمر 25 سال۔

شیزا کو حیرت کا جھٹکا لگا۔

لیکن میں صرف 13 سال سے زیادہ ایج کے لڑکوں کو نہیں پڑھاتی۔

جی مجھے پتا ہے میں نے آپ کی پروفائل چیک کی ہے لیکن میرے دل کو سکون چاہیے اور آپ بڑے ہی سکون سے قرآن پڑھتی ہیں۔ اور آپ جتنے بھی پیسے لینا چاہیں میں دینے کو تیار ہوں۔

شیزا کو پیسوں کی بات ناگوار گزری۔ قرآن ایک ایسی کتاب ہے جس کی کوئی قیمت ادا نہیں کی جاسکتی اور میں نے آپ سے پیسوں کی۔ ات تو کی ہی نہیں ۔ خیر میں سوچ کر بتاؤں گی یہ کہتے ہی اس نے موبائل بند کردیا۔

صبح وہ قرآن اکیڈمی میں قدسیہ باجی کے آفس میں ان کا انتظار کررہی تھی۔

جی آج اتنے دنوں بعد کیسے میری یاد آگئی۔ مسکراتے ہوئے اپنے آفس میں داخل ہوتے ہی وہ شیزا سے مخاطب ہوئیں۔

جی بس آپ کی یاد آگئی تو چلی آئی۔

چلو اچھا کیا۔

اور سناؤ آن لائن ٹیچنگ کیسی جارہی ہے۔

اچھی جارہی ہے۔ لیکن کل مجھے میسج آیا 25 سام عمر ہی تو اتنے بڑے آدمی کو بھلا میں کیسے پڑھا سکتی ہوں ۔ لیکن میں نے منع کردیا لیکن جب دوبارہ کہا تو میں نے سوچنے کا کہا ہے۔ آپ کیا مشورہ دیں گیں۔

اگر مجھ سے مشورہ مانگا ہے تو پڑھالو ۔ ہوسکتا ہے آپ کی وجہ سے کسی کا بھلا ہو۔

جی ۔ شیزا نے بس اتنا ہی جواب دیا۔

تو پھر آپ نے کیا سوچا؟

جی کب سے پڑھنا ہے آپ نے ۔ یہ کہتے ہی اس نے جب نام پڑھا تو چونک گئی۔ یہ یہ تو وہی شخص تھا۔

جمال تھا وہ۔

"وہی جمال جو شانو کو پسند تھا ۔

وہی جمال جس کو شانو دیکھتی تھی چھپ کر۔

وہی جمال جس نے معافی مانگی تھی۔

اور

وہی

ہاں وہی جمال جس نے چھوڑا تھا بے وقوف لڑکی کو ۔

اور آج وہی اس سے کچھ مانگنے آیا تھا۔

ہاں اس سے سکون مانگ رہا تھا۔"

میں کیسے سامنا کروں گی اس شخص کا۔ میں نہیں پڑھاؤں گی اسے ۔ بس میں نے نہی۔ رکھنا رابطہ اس سے میں نے تو بھلا دیا تھا اس سے ۔یااللہ پھر اس سے کیوں میرا سامنا کرادیا۔ اس

نے مجھ سے ہی کیوں پڑھنا ہے۔ آنکھوں میں آنسوں لیے وہ خود ہی اپنے اللہ سے شکوے کرنے میں مصروف تھی۔ جب اندر سے ایک آواز آئی اللہ نے تمہیں وسیلہ بنایا ہے تمہیں اسکے لیے ۔ تم کیسے انکار سکتی ہو۔ اور ویسے بھی وہ کون سا تمہیں جانتا ہے تم وہ شانو تھوڑی نہ ہو تم تو شیزا ہو۔ اگر تم خود ہی اپنی پہچان بھول گئ تو لوگ بھی تو نہیں پہچانیں گے۔ خود کو حوصلہ دیتے ہوئے سوچ لیا کہ میں شیزا ہوں کوئ شانو نہیں.

سویر کے 9 بجنے والے ہیں شانو کو تو گھر بلا ۔ شانو کے ابا نے شانو کی ماں کو کہا۔

کیا ہوگیا ہے شانو کے ابا بتایا تو تھا کہ وہی ہے ملک کے گھر وہی نکاح ہے تو وہیں تیاری میں مصروف ہوگی۔

پر میرا دل بڑا گھبرا رہا ہے ۔ اللہ خیر کرے۔ اپنی بیٹی کو تو دیکھ لوں اپنے گھر۔ یہ سنتے ہیی شانو کی ماں کی آنکھوں سے آنسوں آگئے۔

کیا ہوا رو کیوں رہی ہے؟

بس ویسے ہی دل بھر آیا ماں ہوں ناں۔ جب کہ اصل وجہ تو صرف وہ ہی جانتی تھی ۔

اچھا چل جلدی سے تیاری کر پھر جمعے کے بعد نکاح ہے ہمیں جلدی جانا ہوگا۔

ہاں ہاں بس تیاری کر رہی ہوں ۔ بوجھل دل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

خبر سنتے ہی وہاں ملک کے گھر جیسے ایک دھماکہ ہوا تھا۔ سب منہ منہ کی باتیں کر رہے تھے ۔ ہا نی شانو بھاگ گئ۔ پتہ نہی کس کے ساتھ بھاگی ہوگی۔ ضرور کوئی چکر چل رہا ہوگا۔
شانو کی ماں نے سسکیاں لیتے ہوئے چیخ ماری ۔ بس میرے بیٹی پر الزام نہ لگاؤ۔ وہ غلط نہیں ہے اسے ہم نے ہی مجبور کیا ہے بھاگنے پر۔ کون اپنی بیٹی کا نکاح اس شیدے نکمے کے ساتھ کروانا چاہتا ہے۔ بتاؤ مجھے۔

یہ سنتے ہی سب کے منہ بند ہوگئے۔ سب کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

بس بہت ہوگیا تم دونوں میاں بیوی کا ڈرامہ۔ جب میرا فیصلہ تھا تو اس نے انکار کیوں کیا۔
ابا اس نے کچھ غلط نہیں کیا۔ اس کا یہ شرعی حق تھا۔ اوپر سے مہرو بولی۔

تیری اس میں بات نہیں ہے توں اپنے گھر جا۔ بیٹیاں اپنے گھر کی اچھی لگتی ہیں۔ اور ویسے بھی بہت دن یہاں رہ لیے۔

نواز جا اپنی بہن کو اس کے گھر چھوڑ کر آ۔

پر ابا۔
اوہ جا پتر ہمارے لیے اور مشکلات نہ بڑھا۔

راستے میں مہرو نے اپنے بھائی کو شادی کی پہلی رات سے لے کر اب تک کی ساری اس کے سسرال والوں کی طرف سے کی گئی زیادتیاں سنا دی تھیں۔

جس کا چہرہ اب غصے سے لال ہوچکا تھا۔

میں ان سے ابھی جاتے کی بات کرتا ہوں یا تجھے رکھے یا اسے طلاق دے اور اگر اسے طلاق نہیں دے سکتا تو دونوں کے حقوق پورے کرے۔

شاہ نواز نے جاتے ہی اس کے سسرال والوں کے سامنے دوٹوک بات کی تھی۔
دیکھو نواز میں اسے تو طلاق نہیں دوں گا ہاں یہ کرسکتا ہوں کہ میں دونوں کے حقوق پورے کروں گا۔

اور اگر توں نے ایسا نہ کیا تو میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔

یہاں ہوں گا تو چھوڑے گا۔ شماز نے دل میں سوچتے ہوئے کہا۔

جی میں سمجھ گیا۔

جبکہ مہرو حیران ہوتے ہوئے بس بات ہی سنتی رہی۔

اور میری بہن کو اکیلا چھوڑ کر تم غیر ملک ہرگز نہیں جاؤ گے۔

وہ مجھے ضروری کام ہے وہاں ۔

تو ٹھیک ہے مہرو تمہارے ساتھ جائے گی۔

یہ کہتے ہی وہ مہرو کو ملتے ہوئے وہاں سے اٹھتے ہوئے چلا گیا۔

یہ وہاں تم میری شکایتیں کرنے گئی تھی۔ آئندہ تم وہاں نہیں جاؤ گی۔ اور تم کیا سوچ رہی ہو میں تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا اتنا بے وقوف سمجھ رکھا ہے مجھے شماز نے زور دار قہقہہ کے ساتھ سگریٹ کا کش لگاتے ہوئے کہا۔

جبکہ مہرو سہمی ہوئی چپ بیٹھی رہی۔

اور انسان کو جب کہیں سے مدد نہیں ملتی تو وہ اللہ سے ہی مدد مانگنے جاتا ہے۔

مہرو جائے نماز پر بیٹھی اپنے حق میں بہتری کے لیے دعائیں مانگ رہی تھی۔

اے اللہ میرے حق میں بہتر کر مجھ سے جو خطا ہوگئی ہے اس کی سزا مجھے یوں نہ دے۔ مجھے معاف فرما۔ بے شک توں تو معاف کرنے والا ہے۔

شانو آئندہ اس پنڈ میں قدم نہیں رکھے گی اگر وہ یہاں آئی تو اسے یہاں سے نکال دیا جائے گا۔ ہمیں یہاں اسے رکھنے کی ضرورت نہیں جو اپنی من مانی کرے ۔ملک رب نواز نے اپنا فیصلہ سنا دیا تھا۔ جبکہ شانو کے ماں باپ روتے ہوئے اپنے گھر چلے گئے تھے ۔

چھوٹے ملک جی باہر کوئی آیا ہے آپ سے ملنے۔

کون ہے ؟

نام نہیں بتایا انہوں نے۔

اچھا بٹھاؤ ڈیرے میں آرہا ہوں میں تھوڑی دیر تک۔

جی صاحب۔

وہ آپ انتظار کریں ابھی آرہے ہیں صاحب۔

اچھا۔

کچھ ہی دیر بعد اسے دور سے ہی شاہ نواز دور سے نظر آتا ہوا دکھائی دیا۔

وہی جسے وہ بنا اس کی غلطی کے چھوڑ گیا تھا۔
بغیر کچھ سوچے سمجھے۔

سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر شاہ نواز زرا ٹھٹھک گیا تھا۔

تم ؟
اتنے سالوں بعد اب کیوں لڑنے آگئے ہو دوبارہ۔

میں میں لڑنے نہیں آیا۔ میں معافی مانگنے آیا ہوں۔

اچھا تو اب تمہیں 5 سال بعد معافی یاد آئی ہے۔

مجھے پتہ ہے میری غلطی ہے۔ مجھے احساس دلوانے والا کوئی نہیں تھا اور جب مجھے احساس دلوایا گیا تو میں اپنی غلطی تسلیم کررہا ہوں ۔

مجھے معاف کردو میں جمال سے بھی معافی مانگنا چاہوں گا۔ مجھے اس کے پاس لے چلو۔

ٹھیک ہے ہم کل چلیں گے اور اپنوں سے زیادہ دیر ناراضگی نہیں رہتی آج تو یہیں میرے پاس رہ بھر کل ہی چلیں گے اس کے پاس بھی۔ دونوں کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

صبح کی ہریالی کو دیکھتے ہوئے اس کی آنکھ کھلی۔ ضرور سورج کی نئ کرن اپنے ساتھ بہار لے کر آئ ہوگی۔ سوچتے ہوئے اس کے چہرے پر مسکان آگئ۔ لیکن ابھی ایک اور کام بھی رہتا ہے وہ بھی تو کرنا تھا اسے۔ یہ سوچتے ہوئے چہرے پر ایک فکر لاحق ہوئ۔

صبح ناشتہ کرتے ہی وہ دونوں شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ جمال کا گھر بس کچھ تھوڑی ہی دور رہتا تھا۔ جب ظہر کی اذان کاوقت ہوگیا تھا۔ یار یہیں قریبی مسجد سے نماز پڑھ لیتے ہیں پہلے پھر چلتے ہیں ۔

ہاں صحیح ہے شاہ نواز نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔

آج پہلا دن تھا جمال کا شیزا سے پڑھنے کا۔ سامنے والے شخص کو laptop پر دیکھتے ہوئے اسے اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہوا۔ جبکہ شیزا نقاب میں تھی۔

آپ مجھے پہلے تلاوت سنائیں میں آپ سے تلاوت سننا چاہتا ہوں۔ شیزا اس کی بات سے تھوڑا گڑبڑا گئی۔ اور پھر اس نے سورت نور کی کچھ آیات کی تلاوت کری۔

اس کے بعد یہ جیسے روز کا معمول بن گیا تھا۔

ایک دن کچھ سوچتے ہوئے جمال نے شیزا سے سوال کیا۔

مجھے دعا مانگنی نہیں آتی ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی میں کیا مانگوں اللہ سے ۔

آپ دعا میں دعائے نور پڑھا کریں ۔ اس سے اللہ آپ کو نور بخشے گا۔

جی ضرور۔

ایک دن کچھ سوچتے ہوئے جمال نے شیزا سے سوال کیا۔

کیا آپ کی شادی ہوگئی ہے ؟

ججی۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں۔

میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔

شیزا نے یہ سنتے ہی laptop بند کردیا۔

شیزا کیوں آج پریشان ہے ؟

ککچھ نہیں ۔

اچھا؟ تو پھر کچھ بول کیوں نہیں رہی۔ ورنہ جب بھی آتی ہو اپنی routine ضرور بتاتی ہو۔

بس ویسے ہی دل اداس ہے۔

دل کیوں اداس ہے ؟

پتہ نہیں۔

اچھا تو میں پھر بتاتی ہوں کہ لوگ اداس کیوں ہوتے ہیں۔ قدسیہ باجی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لوگ جھکنا پسند نہیں کرتے اپنے سامنے ہی ٹوٹتے ہوئے رشتے دیکھتے رہتے ہیں۔ اور پھر اداس رہتے ہیں ۔ بچانا تو چاہتے ہیں رشتوں کو پر انا بیچ میں آجاتی ہے۔

اب مجھے بتاؤ کہ کیا ہوا ہے وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔

ایک بار پھر ان کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

تو تم نے کیا جواب دیا۔

آپ جانتی تو ہیں۔

لیکن وہ تو شیزا کو پسند کرتا ہے شانو کو تھوڑی ناں۔

پر ؟

تم نے مجھے بہن بنایا ہے تو میں تمہیں اچھا ہی مشورہ دوں گی۔ قدسیہ باجی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تمہیں اپنے گھر والوں سے اب ملنا چاہیئے۔

میں بس صحیح وقت کا انتظار کر رہی ہوں۔ مجھ میں ابھی اتنا حوصلہ نہیں ہےملنے کا۔

چلو جیسے تمہیں صحیح لگے ۔

آج میری شانو کو 3 سال ہونے والے ہیں لیکن ابھی تک نہیں آئی اللہ اسے اپنی امان میں رکھنا۔ میری شانو جلدی گھر آجا ۔اب تو تیرا ابا بھی اس دنیا میں نہیں رہا ۔یہ سوچتے ہی ان کی آنکھوں سے آنسوں بہنے لگے۔ اب مجھ سے اکیلے نہیں رہا جاتا۔یااللہ یا مجھے اپنے پاس بلا لے یا شانو کو بھیج دے۔

شادی کے پورے 3 ہفتے بعد شماز باہر ملک جارہا تھا۔

آپ کب آئیں گے مہرو نے جھجھکتے ہوئے کہا۔

جب میرا دل کرے گا ہنستے ہوئے جواب دیا۔ میرا کیا قصور ہے جو اتنی بڑی سزا دے رہے ہیں۔ میں نے تو نہیں کہا یہاں رہو اور طلاق بھی لے سکتی ہو۔ خدا کے واسطے مجھے طلاق مت دیجیے گا۔ مہرو نے روتے ہوئے کہا۔

تو ٹھیک ہے یہاں رہو تم ۔میرا کوئی پتا نہیں میں کب اپنی بیوی اور بچے کے ساتھ یہاں آؤں۔

مہرو کو اپنی قسمت پر رونا آرہا تھا۔ ان کے خاندان میں طلاق کو معیوب سمجھا جاتا تھا۔

مہرو اب اپنے سسرال میں شماز کا انتظار کرتے کرتے تھک گئ تھی۔ 3 سال پہلے وہ اسے چھوڑ کر واپس غیر ملک تو چلا گیا تھا مگر شاید پیچھے پتا کرنا بھول گیا تھا۔

وہ سارا دن گھر کے کام کرکے اپنے کمرے میں آئی ہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی سامنے شماز کی بہن کھڑی تھی۔

بھابھی بھائی کا فون آیا ہے وہ ہفتے بعد آرہے ہیں اور انہوں نے یہ خبر آپ کو دینے کو کہی ہے۔ یہ سنتے ہی مہرو کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ پڑی۔

تین سال ہوگئے مگر اس کے شوہر نے اس کا پتا نہیں کیا۔ کیا آپ کو اپنی بیٹی سے پیار نہیں ہے مہرو کی ماں نے مہرو کے باپ سے کہا۔

اپنی اولاد کسے نہیں پیاری ہوتی بس میں نہیں چاہتا کہ لوگ باتیں کریں۔ اور شاہ نواز بھی اس کا پتہ کرنے گیا تھا جلد واپس آجائے گا تم پریشان نہ ہو۔

پورے ہفتے بعد مہرو ایک خوبصورت سے لال جوڑا پہنے تیار ہوئے کھڑی تھی اس نے اس دن کے لیے بہت عرصہ انتظار کیا تھا۔ اچانک ہی باہر سے ہارن کی آواز آئی تو بھاگتی ہوئی کمرے سے باہر نکل کر صحن کی طرف دوڑی ایک بڑی سی گاڑی پر بلیو جینز اور ساتھ ہی بلیو رنگ کی شرٹ پہنے آنکھوں پر سن گلاسز لگائے اور سر پر سکارف کیے ایک خاتون 2 سال کے بچے اور ساتھ ہی شماز کے ساتھ باہر نکلی۔ مہرو کا سر جیسے گھوم سا گیا۔ بے اختیار آنکھوں سے آنسوں چھلکنے لگے۔

فکر نہ کرو میں یہاں تمہارا حق چھیننے نہیں آئی بلکہ میں یہاں تمہارے ساتھ رہنے آئی ہوں۔ اس لڑکی نے آگے بڑھتے ہوئے مہرو کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ یہ مت سوچنا کہ میں تم دونوں کے بیچ آئی ہوں بلکہ تم ہمارے بیچ آئی ہو۔ شماز کی شادی مجھ سے تمہاری شادی کے 1ماہ پہلے ہی ہوگئ تھی۔ میں نئی مسلمان ضرور ہوئی ہوں لیکن مجھے پتا ہے کہ اسلام نے 4شادیاں کرنے کا

حکم دیا ہے اور میرے ہی کہنے پر شماز نے تم سے شادی کی اگر اس نے مجھے پسند کیاتو اس کے گھر والوں نے تمہیں کیا۔ اس لڑکی نے آرام سے مہرو کو سمجھانے والے انداز میں کہا۔ جب کہ مہرو خاموشی سے بس باتیں ہی سنتی رہی۔ جبکہ شماز اس کے ساتھ خاموشی سے کھڑا رہا۔ سب لوگ کھانے کی میز پر موجود تھے ہر چیز مہرو نے بڑے ہی دل سے بنائی تھی۔

شماز اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا اور پیچھے مہرو کو آنے کا کہا۔

مہرو مجھے پتا ہے کہ میں نے تمہارے ساتھ اب تک جو بھی کیا غلط کیا لیکن میں اسے پسند کرتا تھا وہ ایک اچھی لڑکی ہے میں اسے نہیں چھوڑ سکتا تھا ۔ مجھ سے جو غلطی ہوئی مجھے معاف کر دو۔ 3 سال میں میں نے کبھی بھی تمہارا نہیں سوچا تھا لیکن میں اسے نہیں چھوڑ سکتا اب اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہتی ہوتو تمہاری مرضی لیکن میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں بھی ہر چیز میں پورا حق دوں گا جیسے وہ میری ذمہ داری ہے ویسے تم بھی میری ذمہ داری ہو۔

یار یہاں قریبی کوئی مسجد نظر نہیں آرہی ۔

کسی سے پوچھ لو زبیر نے اسے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

بھائی یہاں پر کوئی قریبی مسجد ہے۔

مسجد؟ یہاں قرآن اکیڈمی ہے ہے تو عورتوں کی۔ لیکن نیچے مردوں کے لئے چھوٹی سی مسجد بنائی ہوئی ہے ۔ زیادہ تر وہاں کے گارڈ ہی نماز پڑھتے لیکن آپ وہیں چلے جائیں۔ کیونکہ یہاں قریب اور کوئی نہیں ہے۔

جی شکریہ آپ کا۔

شیزا آو ناں شوپنگ کرنے چلتے ہیں کافی وقت ہوگیا ہم نہیں گئے ۔

نہیں میرا دل نہیں ہے ۔

چلو ناں مجھے کچھ ضروری سامان لینا ہے ۔

اچھا تم نیچے پہنچو میں آتی ہوں۔

اوکے۔

میں نیچے جارہی تم آجاؤ۔

یہ کہتے ہی وہ نیچے کی طرف چل دی۔

میں گاڑی سٹارٹ کرتا ہوں تم اتنی دیر میں جوتے پہن کر باہر آجاؤ۔

چلو ٹھیک ہے زبیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ابھی وہ جوتے بند کرکے اٹھا ہی تھا کہ سامنے سے اس سے کوئی ٹکرایا ۔

افففف یہ کون جاہل ہے ۔ جاہلیت کی حد ہوتی ہے ویسے۔ بے دھیانی میں جیسے ہی اس نے اپنا منہ اونچا کیا سامنے کھڑے شخص کو دیکھتے ہی وہ ٹھٹک گئ۔

آآآاپ؟ اسے اپنا گلا خشک ہوتا محسوس ہوا۔

اوہ سوری ۔جی میں؟ لیکن آپ کا پیچھا نہیں کیا میں نے اور نہ ہی مجھے پتا تھا کہ آپ یہاں ہیں۔ مجھے معاف کیجیے گا۔ اگر آپ کو برا لگا ہوتو۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔

کیاآج بھی کچھ کہ سکتا ہوں یا نہیں؟

کیاآج میں کچھ بول سکتی ہوں؟

جی ضرور۔

میں نے ناقدری کی آپ کی محبت کی۔ میں نے تھوڑا سا زیادہ بول دیا تھا۔ اسی لیے سوری۔ ابھی کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھی مگر یہ کہتے ہی وہ فوراً وہاں سے جانے ہی لگی تھی کہ پیچھے سے زبیر نے آواز دی۔ میں اب بھی آپ کا منتظر ہوں۔

پیچھے دیکھتے ہوئے الینہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا منتظر رہیں ۔ کچھ دنوں کے لیے اور۔ ج تک شادی نہیں ہوجاتی۔

آپ کہیں تو نکاح خواں ابھی لے آؤں۔

کسی مبارک دن لائیے گا ہنستے ہوئے الینہ وہاں سے چلی گئی۔

جبکہ زبیر کے لیے تو خوشی کا ٹھکانہ ہی نہ رہا۔

راستے میں شاہ نواز کو اپنی خوشی بتاتے ہوئے پتا ہی نہ چلا کہ راستہ کب ختم ہوا۔ جمال کے گھر پہنچ کر وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہی تھے کہ کچھ دیر بعد جمال کمرے میں آیا مگر زبیر کو دیکھتے

Classic Urdu Material
کلاسک اردو میٹریل

ہی وہاں سے چلا گیا۔ آخر کار وہ بہت دیر انتظار کرنے کے بعد واپس لوٹ گئے۔ شاہ نواز نے بہت کوشش کی کہ جمال مان جائے مگر وہ نہیں مانا تھا۔

تو آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا جمال نے شیزا سے پڑھتے ہوئے کہا۔ کیا آپ واقعی مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں؟

جی ۔

شیزا نے ایک طنزاً مسکراہٹ لی۔ تو پھر آپ کو شاید میرے بارے میں معلوم نہیں کہ میں کون ہوں۔

کیا مطلب۔

میں تو سوچ بھی نہیں سکتی آپ سے شادی کا کیا آپ کو واقعی لگتا ہے کہ اس دن اپنی بے عزتی کے بعد مان جاؤں گی۔

جمال کو اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہوا۔ اسے کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا۔

میں وہی شانو ہوں idiot شانو ۔ مجھ میں اپنی عزت نفس ہے آپ کو کیا لگا کہ میں مان جاؤں گی . نہیں بالکل بھی نہیں آپ کو تو مجھ سے بھی اچھی لڑکی مل سکتی ہے دل چھوٹا مت کریں۔ اور آئندہ مجھ سے رابطہ مت کیجیے گا۔

مجھے لگتا ہے اب وقت آگیا ہے میں اپنے گھر جاؤں۔

وہ سارے راستے اپنے ماں باپ کا سوچتے ہوئے جارہی تھی۔ اتنے عرصے بعد وہ ملنے جارہی تھی۔ اس کے دل میں ایک خوشی تھی۔ اپنوں سے ملنے کی خوشی۔ مگر اسے معلوم نہیں تھا کہ اس پر آگے کیا قیامت ٹوٹنے والی ہے۔ ابھی وہ گھر میں اپنے پہنچی ہی تھی کہ اسے زور زور سے کھانسنے کی آوازیں باہر سے ہی آنا شروع ہوگئی تھیں۔ اماں وہ بھاگتے ہوئے اندر آئی تھی۔

خالی صحن میں ایک چارپائی پر اس کی اماں اکیلی پڑی تھی۔

اماں یہ کہتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسوں آگئے۔

سیاہ برقعے میں وہ نقاب کیے ہوئے تھی اسی لیے اسے گاؤں میں آتے ہوئے کسی نے نہیں پہچانا تھا۔

آگئی میری شانو چہرے پر مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔ اماں ابا کہاں ہے ۔ یہ سنتے ہی اماں کی آنکھوں میں آنسوں آگئے۔ پتر وہ تو تیرے جانے کے کچھ ہی مہینوں بعد چل بسا تھا۔

شانو تجھے وہ لال جوڑا بہت پسند تھا ناں جو تیرے جہیز کے لیے رکھا تھا۔ اندر کمرے میں صندوقچہ ہے اس میں تیرے لیے میں نے چیزیں جوڑیں ۔ وہ کھانستے ہوئے بول رہی تھیں ۔ جبکہ شانو کی آنکھوں میں آنسوں تھے۔ اماں توں یہ پانی پی میں تجھے اپنے ساتھ لے جانے آئی ہوں۔ نہیں پتر اب بس میں چلی توں اپنا خیال یہ کہتے ہی ان کی سانسیں بند ہوگئی۔

اماں توں نہیں جاسکتی ۔ اماں توں تو میرا آخری سہارا تھی۔ اماں میں نے بھی تجھے چھوڑ دیا۔ مجھے تو تیرا سہارا بننا تھا پر توں بھی چلی گئی۔

اڑتی ہوئی خبر ملک صاحب کے پاس بھی پہنچ چکی تھی شانو کی واپسی کی انہوں نے شانو کو اپنے پاس بلایا تھا۔

ہمارا کہنا نا مان کر تم نے اچھا نہیں کیا تھا۔ ملک صاحب میں آپ کی عزت کرتی ہوں۔ پر یہ تو میرا شرعی حق تھا. میرے ماں باپ نے آپ لوگوں کی بہت خدمت کی لیکن آپ لوگوں نے اس کا یہ صلہ دیا۔ یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنسوں تھے۔ اب تم مجھے سمجھاؤ گی؟ ملک صاحب نے غصے سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

آپ بڑے ہیں میں کہاں آپ کو سمجھا سکتی ہوں میں بس بتا رہی ہوں۔ نکل جاؤ یہاں سے اور آئندہ مڑکر واپس مت آنا۔ تمہارے ماں باپ چلے گئے اب تمہارا یہاں کوئی تعلق نہیں ہے۔ جہاں سے آئی ہو وہیں چلی جاؤ۔ بابا سائیں یہ غلط کررہے ہیں اس کے ساتھ اس نے جو کیا غلط کیا۔ مجھے مت سمجھاؤ یہ شہر سے کیا ہوکر آئی ہے اپنے آپ کو پتہ نہیں کیا سمجھنے لگ گئ ہے۔

افسوس لوگ کسی کا اچھا کیا یاد نہیں رکھتے۔

بس بکواس بند کرو اور جاؤ یہاں سے ۔

میں ابھی کچھ دن رہنا چاہتی ہوں مجھے ابھی یہاں سے نہ بھیجیں۔ میرے ماں باپ کی یادیں ہیں یہاں میں کچھ دن بعد خود ہی چلی جاؤں گی۔

اگر یہاں رہنا ہے تو ایک شرط ماننی ہوگی تمہیں۔ شیدے سے شادی کرلو اور یہاں رہو۔

یہ کیسی شرط ہے۔ شانو نے چیختے ہوئے کہا۔ نہیں رہنا مجھے یہاں۔

تو جاؤ یہاں سے دیکھتے ہیں کون تمہیں وہاں سہارا دے گا ۔ کب تک اکیلی جی لیتی ہو ۔ جب کوئی شادی نہی کرے گا تو واپسی یہیں آؤ گی۔

اسے پورا حق ہے اپنی زندگی گزارنے کا بابا سائیں آپ غلط کررہے ہیں۔ بہت غلط۔

تم بیچ میں مت بولو۔ اس سے جب کوئی بھی نہیں اپنائے گا تو خود ہی واپس آئے گی۔

میں شادی کروں گا اس سے آپ یہی چاہتے ہیں ناں کہ وہ شادی کرے ٹھیک ہے میں اس سے شادی کروں گا۔

تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔

نہیں ۔ میں بالکل صحیح کررہا ہوں۔ آپ کے غلط فیصلے کی وجہ سے مہرو کو کتنے دکھ اٹھانے پڑے صرف اور صرف آپ کی وجہ سے۔ اب میں نہیں چاہتا کہ اس معصوم کے ساتھ بھی یوں کریں۔

ملک صاحب تو جیسے ان کا منہ ہی تکتا رہ گیا۔

جب اولاد بڑی ہوجائے تو تب انہیں بولنے کا حق ملنا چاہیے۔ آپ نے ہمیشہ سے ہی اپنی مرضی کے فیصلے کیے اور اب اسی نے ہی فیصلے کرنے ہیں آگے اسی لیے وہ جو کررہا ہے اسے کرنے دیں شاہ نواز کے ڈاتھ اس کی ماں نے بھی اسی کا ہی ساتھ دیا۔

اور شانو تم جاؤ اپنے گھر آرام کرو ۔

سسکیوں کی آہٹ بھرتے ہوئے چاندنی رات میں اکیلے ہی شانو صحن میں تھی آج پہلی بار زندگی میں اسے اتنا اکیلا پن محسوس ہوا تھا۔

میں اپنی بات واپس لیتا ہوں تم اس لڑکی سے شادی نہیں کرو گے ۔

جیسے آپ اپنے فیصلے سناتے ہیں ویسے ہی میں اپنے فیصلے سے نہیں ہٹوں گا۔ میں نے تمہیں روکا نہیں ہے ۔ مجھے اور غصہ مت دلاؤ۔ شاہ نواز غصے سے وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔

ویسے قدسیہ باجی آپ کو کچھ بتایا ہے کہ کب تک وہ آئے گی۔

نہیں اس نے تو اپنے جانے تک کا بھی نہیں بتایا ۔مجھے پریشانی ہے ایسے اچانک اسے کیا ہوا ہوگا جو وہ چلی گئ۔ اللہ خیر کرے بس ہم تو اس کے لیے دعا کرسکتے ہیں قدسیہ باجی نے افسردگی سے کہا۔اچھا خیر یہ بتاؤ تمہارے نکاح کی تیاری ہوگئ۔

جی بس آپ دعا کیجیے گا۔

جی ضرور ۔

اگلے ہفتے زبیر کا نکاح الینہ سے ہوگیا تھا۔

اب بتاؤ آپ کو کیا چاہیے میں آپ کی ہر ضرورت پوری کرنے کو تیار ہوں ۔مجھے آپ کا ساتھ مل گیا اور کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

دونوں کے چہرے پر مسکراہٹ آگئ۔

جب یار ہو پاس توکیا ضرورت

کسی اور چیز کی۔

Naal Naal turde hoe rahwan kat gyan
Ondhe bajon merian sahan kat gyan

کمرے میں ہلکی سی آواز میں گانا لگا ہوا تھا۔

زندگی آسان ہو جاتی ہے جب ہمسفر مخلص ہو تو چہرے پر مسکان لاتے ہوئے الینہ نے کہا ۔

شکر ہے مجھ ناچیز کی بھی آپ کو قدر ہوئی۔

اس بات پر دونوں مسکرادیے۔ زبیر نے اچانک سے الینہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اپنے ساتھ آنے کا کہا۔ ایک چیز دیکھانی ہے آپ کو ۔ وہ اسے ٹیرس میں لے گیا۔

جہاں پر دو کرسیوں کے بیچ ایک ٹیبل کو بہت ہی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ اور درمیان میں ایک تحفہ پڑا تھا۔ جگمگ ستاروں سے بھرے آسمان پر اب آتش بازی شروع ہوگئی تھی۔ یہ سب آپ کے لیے ہے۔ اور یہ گفٹ تو قیمتی نہیں ہے پر پہننے والا ضرور قیمتی ہے۔ زبیر نے جب وہ باکس کھولا تو اس میں ایک عام سی پلاسٹک کی انگھوٹی تھی۔ یہ ایک عام سی رنگ اس لیے دی تاکہ ہمارا رشتہ مہنگے تحفے سے مضبوط نہ ہو بلکہ دل سے کی گئ محبت اور خلوص سے ہو۔ آپ دوسروں کو جب یہ بتائیں تو ان کے دل میں تحفے سے زیادہ انسانوں کی جگہ بنے ۔ اس بات

پر وہ مسکرادی اور سوچ میں پڑ گئ کہ اس نے ایسی کون سی نیکی کی تھی جس کا صلہ اسے اتنا اچھا ملا۔

شانو کو پیچھے سے اپنے کندھے پر کسی کا ہاتھ رکھا ہوا محسوس ہوا اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو شاہ نواز کھڑا تھا ۔ نواز بھائی آپ ؟ شانو مجھے پتا ہے توں بہت ہی مشکل حالات سے گزر رہی ہے۔ تجھے سہارے کی ضرورت ہے۔ میں تیرا اصل بھائی تو نہیں ہوں پر تجھ پر ایک احسان تو کرسکتا ہوں ۔ کوئی بھی منہ بولے رشتے اصل رشتے نہیں بن سکتے۔ تجھ سے میں نکاح کرنا تو چاہتا تھا مگر مجھے پتا ہے توں جمال کو پسند کرتی ہے اب بھی۔

مجھے یہ بات مہرو نے بتائی تھی اور جب میں نے بابا سائیں کو تیرا اپنے ساتھ نکاح کرنے کو کہا تو تیرے چہرے کے تاثرات میں نے دیکھ لیے تھے۔ میں تجھے سہارا دینے کے لیے کرنا چاہتا تھا نکاح۔

لیکن شانو آخر کب تک توں اکیلی رہے گی لوگوں کی باتیں سنے گی تجھے اگر جمال پسند ہے اور اگر وہ بھی راضی ہے تو شادی کرلے۔ لیکن مجھے میری غیرت گوارا نہیں کرتی اس نے میرا مذاق بنایا تھا ناں ۔ اب محبت کو چھوڑ کر انا کا مسئلہ آگیا ہے۔ اسی لیے اب نہیں ۔ ایسے مشکلات اور بڑھ جائیں گی آگے جیسے تیری مرضی۔ یہ کہتے ہی وہ وہاں سے اٹھتے ہوئے چلا گیا۔

وہ مجھے آپ کو ایک بات بتانی ہے میں نے اس دن جمال کا نام ایسے ہی لے لیا تھا۔

مجھے پتا ہے میں گیا تھا اس کے پاس لیکن اس نے ملنے سے بھی انکار کردیا۔ میں دوبارہ جاؤں گا اس کے پاس ٹھیک ہے میں بھی ساتھ ہی چلوں گی۔

ٹھیک ہے۔

گاؤں پہنچتے ہی وہ وہیں کھڑا تھا جہاں وہ شانو کو چھوڑ گیا تھا۔

کہتے ہیں جب کوئی دعا مانگتے ہیں تو صبر اور انتظار کرو اور وہ صبر اور انتظار اتنا لمبا ہوتا ہے کہ جب تک وہ دیتا ہے تب تک اس سے دل بھی اچاٹ ہوچکا ہوتا ہے؟

کہتے ہیں ناشکرے لوگ اللہ کو پسند نہیں ہیں ہوسکتا ہے وہ اللہ سے گلا کررہے ہوں۔

Waqt ne h kia hum pe kesa sitam
Tum bhi bezar ho barbad hain hum

اسے وہی دن یاد آگیا تھا جب اس نے شانو کو ٹھکرایا تھا۔ لیکن آج اس کی آواز سنے بغیر سکون ہی نہیں آتا تھا۔ وہ معافی مانگنا چاہتا تھا۔ اس نے وہ دن کم اذیت میں نہیں گزارے تھے۔ اسے بھی ان لمحوں میں کبھی سکون نہیں ملا تھا۔

دروازے پر دستک ہوئی اور پھر کافی دیر ہعتی ہی رہی۔ اس کی جب آنکھ کھلی تو وہ وہیں ہی تھی جہاں ساری رات وہ سسکیاں بھرتی ہوئی پڑی تھی۔ اچانک سے دروازے کی آواز سن کر وہ کھڑی ہوئی اور دروازہ کھولا۔ سامنے دیکھتے ہی اسے حیرت کا جھٹکا ہوا۔ ابھی وہ دوبارہ دروازہ بند کرنے لگی ہی تھی کہ اس نے آگے سے ہاتھ کرلیا تھا۔ پلیز میری بات سننے سے پہلے دروازہ بند مت کرنا۔

ہر انسان سے غلطی ہوتی ہے اور انسان تو ہے ہی غلطیوں کا پتلا جب اللہ بھی معاف کردیتا ہے تو ہم انسان کیوں نہیں؟ آخر اتنی انا کیوں دیکھاتے ہیں۔ ٹھیک ہے مجھ سے غلطی ہوئی معافی بھی تو مانگ رہا ہوں اور اس دن کے بعد سے میں بھی سکون سے نہیں رہ سکا مجھے نہیں پتا تھا کہ میری بے سکونی کا سبب تم ہوگی میں تم سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتا ہوں اور اب اگر اب بھی تم نے معاف نہ کیا تو اللہ بھی تمہیں معاف نہیں کرے گا۔ اس بات پر وہ ٹھٹھک گئی۔

کیا مطلب آپ کا؟

تو تمہیں کیا لگتا ہے تم اگر کسی کو معاف نہیں کرسکتی تو تمہاری ہر غلطی پر تمہیں اللہ معاف کر دے گا۔

ٹھیک ہے معاف کیا۔ اب اندر بلاؤ گی تاکے میں تمہارے والدین سے تمہارا ہاتھ مانگ سکوں ۔

وہ نہیں ہیں اس دنیا میں ۔ یہ کہتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسوں کا ریلا نکلا۔

اوہ چلو میں شاہ نواز سے بات کرتا ہوں۔ تم آج ہی میرے ساتھ چلو گی اسی وقت۔

لیکن ابھی میں نے ایک جگہ پر جانا ہے .

میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔

ٹھیک ہے۔

آپ بیٹھیں میں ابھی قبرستان سے ہو کر آتی ہوں گاڑی سے نکلتے ہوئے اس نے جمال کو کہا ۔

اب ہاتھ تھاما ہے تو ساتھ بھی دوں گا ۔ مسکراتے ہوئے کہا اور اسکے ساتھ چل دیا۔

وہ اس کے ماں باپ کی قبر تھی جس پر پہنچتے ہی وہ اپنے ہوش گنوا بیٹھی تھی۔ زور زور سے رو رہی تھی لیکن اب چپ کروانے والا بھی تھا۔ جمال نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے اپنے ساتھ لیا۔

ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی بہتری ہوتی ہے ایک در بند ہوتا ہے تو سو در اور بھی کھلتے ہیں۔ تم مایوس مت ہو۔

وہ ملک صاحب کے گھر پہنچ گئے تھے۔ میں اندر نہیں جاؤں گی۔

Ok as you wish . جمال نے مسکراتے ہوئے کہا

جمال تم شاہ نواز اسے دیکھتے ہوئے اگے بڑھ کر گلے ملا۔ ایسے اچانک کیسے آنا ہوا؟

کچھ پچھلی غلطیوں کا مداوا کرنا تھا۔ میں نکاح کرنا چاہتا ہوں شانو سے اسی لیے وہ بھی میرے ساتھ ہے ۔ میں تمہیں لینے آیا ہوں ۔ہاں ضرور کیوں نہیں مجھے بہت خوشی ہوئی کہ تمہاری شادی میری بہن سے ہورہی ہے وہ بالکل میرے بہن کی طرح ہے بس بچاری کو میرے ہی گھر والوں کی وجہ سے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

وہ قرآن اکیڈمی پہنچ چکی تھی اس کا کسی سے کوئی رابطہ نہیں تھا ۔کل شام کو اس کا نکاح تھا وہ سب سے پہلے یہ خبر قدسیہ باجی کو دینا چاہتی تھیں جن کی وجہ سے اسے دنیا کے ساتھ ساتھ دین کی بھی سمجھ آئ تھی اور آج وہ ایک اچھے مقام پر کھڑی تھی۔

نکاح کے بعد جمال اسے اپنے گھر لایا تھا۔ اس کے والد نے بڑے ہی خوش اسلوبی سے قبول کر لیا تھا مگر اس کی ماں جو کہ اپنی ضد پر تھیں اور اسے قبول نہیں کرنا چاہتی تھیں۔

ٹھیک ہے ماما آپ نے قبول نہیں کرنا تو سہی ہے میں ابھی اسی وقت یہ گھر چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اور پھر کبھی واپس نہیں آوں گا آپ ہمیشہ خوش رہیے گا۔ یہ سنتے ہی ان کا غصہ جیسے دھواں بن کر اڑ ہی گیا تھا۔

الینہ جلدی چلو میں نے بتایا بھی ہے کہ ائیر پورٹ پر جسی کو پک کرنے جانا ہے ۔

ہاں ہاں بس آرہی ہوں۔ کون ہے ویسے آپ خود ہی بلے جاتے لینے ۔ اوہو کوئی ڈپیشل مہمان ہیں اور وہ بھی آپ کے۔ زبیر نے مسکراتے ہوئے کہا

میرے مہمان تو کوئی اتنے دور رہتے ہی نہیں اور America سے تو آنے سے ہی رہے سب یہیں رہتے ہیں پاکستان۔

اوہو یار دیکھ لینا خود ہی۔

اوکے ۔مجھے ویسے خود بھیexcitement ہورہی ہے آخر کون ہے۔

ائیر پورٹ پہنچ گئے تھے۔

ڈارک براؤن بالوں کو کھلا چھوڑ تے ہوئے آنکھوں پر سن گلاسز لگائے بلیو جینز کے ساتھ ٹی شرٹ میں ایک خوبصورت لڑکی سامنے سے آتی ہوئی دکھائی دی۔ جس کو دیکھ کر زبیر کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

آپ مجھے یہ لڑکی دکھانے آئے ہیں ویسے شرم آنی چاہیئے بیوی کے سامنے ایسی حرکتیں کرتے ہوئے۔

ابھی وہ کچھ جواب دیتا کہ وہ لڑکی قریب آگئی۔ہائے zubi کہتے ہی اس کے گلے ملی۔ ہائے آپی کیسا رہا آپ کا سفر ۔الینہ یہ میری بہن ہیں مجھ سے بڑی ۔اوہ اچھا۔ ہیلو بھابھی مسکراہٹ کے ساتھ الینہ کو خوش اسلوبی سے گلے ملتے ہوئے کہا۔

زارا کہاں ہے آپی زبیر نے پوچھا۔

آرہی ہے بس سامان چیک کروارہی ہے۔

ہوگی کوئی چھوٹی بہن الینہ نے سوچا۔

اتنے میں زارا کو باہر آتے دیک کر اسے حیرت کا جھٹکا لگا ۔

زارا ایک خوشی سے اس کی چیخ نکلی۔ زارا بھی آکر اس کے گلے ملی ۔

کیسی ہو اپینہ بہت بہت مبارک ہو شادی کی۔ ویسے بہت چھپی رستم ہو تم نے شادی بھی کرلی۔

ہہیں تمہیں کیسے پتا۔ میں اور زبیر کی بہن کی اکھٹے ہی تھے america. اور زبیر سے بھی contact ہوا تھا تو مجھے پتا چلا۔ میں نے سوچا ایک ہی دفعہ سرپرائز دوں گی۔

چلو ساری باتیں یہیں کرنی ہیں یاگھر بھی جانا ہے ۔ زبیر نے ہنستے ہوئے کہا۔

ہاں چلو۔ زبیر کی بہن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میں نے کل اپنے سسرال جانا ہے کل تو آپ لوگ باتیں کرو میں سونے جارہی ہوں ۔

چلیں آپی آپ آرام کرلیں زبیر نے اپنی بہن کو کہا۔

ویسے زبیر تم دوستوں کی لڑائی بھی ختم ہوئی۔

شاہ نواز سے تو بات ہوتی ہے مگر جمال نہیں مانا زبیر نے افسردگی سے کہا۔

اوہ تو ہم اکھٹے اسے منانے جائیں گے وہ مان جائے گا فکر نہ کرو۔ اور شاہ نواز کو بھی بلا لیں گے ۔

لگلے دن وہ چاروں الینہ ،زارا ،شاہ نواز اور زبیر اس کے گھر موجود تھے۔ جب اسے اس کے کمرے میں آکر کسی نے بتایا کہ آپ کے دوست آئیں ہیں ۔

وہ ان سب کو یوں اچانک دیکھ کر حیران ہوگیا ۔اور حیرت کا جھٹکا تو زیادہ تب لگا تھا جب الینہ نے شیزاکو دیکھا تھا ۔

شیزا تم اور جمال کے ساتھ؟ تم لوگوں نے شادی کرلی ؟

ہاں۔

جمال جب تمہیں بھابھی معاف کر سکتی ہیں تو تم مجھے اور الینہ کو بھی کرسکتے ہو۔

معاف کیا تم لوگوں کو بھی۔ اور ویسے بھی اپنوں سے زیادہ دیر ناراض نہیں رہ سکتے۔

ہر طرف جیسے خوشحالی پھیلی تھی۔

ویسے نواز بھائی آپ کے سب دوستوں نے شادی کرلی ہے اب آپ کو بھی کرلینی چاہیئے شانو نے ہنستے ہوئے کہا۔

میری بھی ایک دوست رہتی ہے شیزا۔ الینہ نے ہنستے ہوئے کہا۔ کیوں زارا ۔

زارا کے چہرے پر شرمیلی سی مسکراہٹ آگئ۔

جو میرے ذہن میں آرہا ہے وہی تمہارے ذہن میں ہی آرہا ہے ناں۔زبیر نے ہنستے ہوئے جمال کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں ہاں بالکل۔ اور پھر دونوں ہنس پڑے ۔

شاہ نواز کو ان کے شیطانی دماغوں کا اندازہ ہوگیا تھا اسی لیے وہ سر جھکا کر مسکرا دیا۔

ویسے اگر شاہ نواز کو کوئی مسئلہ نہیں ہے مجھ سے تو میں راضی ہوں ۔

شاہ نواز نے بھی فوراً کہا ہاں مجھے بھی مسئلہ نہیں ہے۔

اس بات پر سب زور سے ہنسی لگ گئے۔

شانو ؟

جی۔

ایک competition ہے۔

ہمیں شام کو وہاں جانا ہے۔

ہینکس طرح کا competition ہے ۔

تلاوت کا اور میں نے تمہارا نام دیا ہے ۔

آپ مجھے اب بتا رہے ہیں ۔ میں کیسے جاؤں گی میں نے تو کبھی اتنے لوگوں میں کچھ نہیں کیا۔

جب میں ساتھ ہوں اور سب سے بڑی بات تم اللہ کا کلام پڑھو گی تو تمہیں کیا مشکل ۔ چلو اب دی سے تیار ہوجاؤ ہمیں جانا ہے۔

شام کے 5 بجے competition شروع ہوگیا تھا شانو کا پانچواں نمبر تھا.

مجھے گھبراہٹ ہورہی ہے۔ کچھ نہی ہوتا اللہ پر بھروسہ رکھو۔

شانو سٹیج پر کھڑی تھی اس نے تلاوت شروع کر دی تھی۔ اس کی آواز میں اتنا اثر تھا کہ سب سکتے میں تھے ہر طرف خاموشی ہی خاموشی تھی۔ لوگوں کے ساتھ جیسے دیواریں بھی اس ہی کے کلام کو سن رہی تھیں۔

گھنٹے بعد result ملا تھا اور جس میں شانو کو زندگی میں پہلی دفعہ پہلے نمبر پر ایوارڈ ملا تھا۔ اس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔ وہ جمال کی طرف بڑھی تھی چہرے پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں آنسوں لائے اس کے گلے لگی۔

زندگی کی ساری رنگینیاں جیسے واپس آگئیں۔